بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم   Regd. No. P. 61
وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

جلالہٗ مصطفےٰ ... و پہنچے گیان بر منار بلند تر محکم افتاد

شرح چندہ
سالانہ ۱۰ روپے
ششماہی ۵ روپے
ممالک غیر ۲۰ روپے
فی پرچہ ۲۵ نئے پیسے

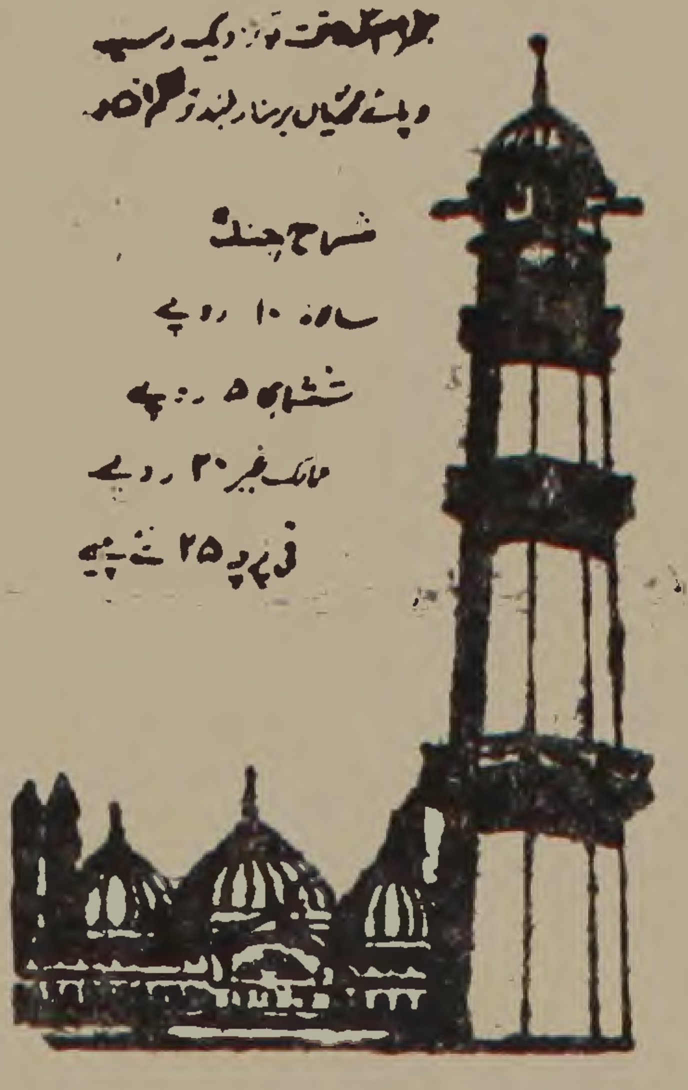

ہفت روزہ
بدر قادیان
جلد ۲۰
نمبر ۱۸
The Weekly Badr Qadian

ایڈیٹر: محمد حفیظ بقاپوری
نائب ایڈیٹر: خورشید احمد انور

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۳؍ہجرت (مئی) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق آمدہ اطلاعات مظہر ہیں کہ ۲۲؍شہادت کی شام حضور کو چکروں کی تکلیف دوبارہ ہو گئی۔ ۲۳؍شہادت کی رپورٹ یہ ہے کہ آج چکروں کی تکلیف بفضل خدا کے فضل سے افاقہ رہا۔ عام صحت بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔

احبابِ جماعت مقدس آقا کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر اور مقاصد عالیہ میں کامیابی کے لئے التزام سے دعائیں کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرمائے۔

قادیان ۳؍مئی محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع بیگمان بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ محترمہ بیگم صاحبہ ۱۰؍شہادت کو مزید طبی مشورہ کے لئے پاسپورٹ پر ربوہ تشریف لے گئیں۔ اللہ تعالیٰ سفر و حضر میں حافظ و ناصر ہو۔

○ — حضرت امیر صاحب مقامی مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل بھی مع اہل و عیال تاریخ ۲۹؍شہادت پاسپورٹ پر پاکستان تشریف لے گئے۔ اللہ تعالیٰ خیریت سے واپس لائے۔ آمین۔

۱۰؍ربیع الاول ۱۳۹۱ھ   ۶؍ہجرت ۱۳۵۰ ہش   ۶؍مئی ۱۹۷۱ عیسوی

جماعتِ احمدیہ مدراس کے زیرِ اہتمام

جلسۂ مذاہبِ عالم

رپورٹ مرتبہ مکرم مولوی محمد عمر صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن مدراس

مدراس ۴؍اپریل ۱۹۷۱ء۔ جماعتِ احمدیہ مدراس کے زیرِ اہتمام آج شام کو چھ بجے وسیع پیمانے پر ایک جلسۂ مذاہبِ عالم منعقد ہوا جس میں مختلف مذاہب کے نمائندوں نے شرکت کی۔ یہ جلسہ پنجاب ایسوسی ایشن کے وسیع ہال میں منعقد ہوا۔ جس کی صدارت کے فرائض محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی انچارج مبلغ بمبئی نے ادا فرمائے۔ خاکسار کی تلاوتِ قرآنِ مجید کے بعد مکرم شیخ محی الدین علی صاحب جنرل سیکرٹری جماعتِ احمدیہ مدراس نے تمام سامعین اور مقررین کو خوش آمدید کہتے ہوئے اس جلسہ کے انعقاد کی غرض و غایت بیان فرمائی۔ آپ کی تقریر تامل زبان میں ہوئی۔

اس کے بعد مکرم محمد کریم اللہ صاحب نوجوان نے انگریزی میں تعارفی تقریر فرمائی اور بتایا کہ اس قسم کے جلسوں کے ذریعہ اتحاد باہمی اور بین الاقوامی اخوت قائم ہو سکتی ہے۔

محترم مولانا امینی صاحب نے صدارتی تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ آج دنیا ایک طرف اتنی ترقی کر چکی ہے کہ زمین پر بسنے والے انسان نے چاند پر قدم رکھا ہے تو دوسری طرف اسی قسم کی ترقیوں کے نتیجہ میں تباہ کن آلات ایجاد ہوئے ہیں جن سے یہ ساری دنیا چشم زدن میں ہلاک ہو سکتی ہے۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ دنیا کے چاروں طرف سے امن کی ضرورتوں پر واویلے ہو رہے ہیں۔ آپ نے بتایا کہ آج دنیا میں امن اور شانتی مہلک ہتھیاروں کے ذریعہ نہیں بلکہ قلوب پر قبضہ کر کے محبت و پیار کے ذریعہ ہی قائم ہو سکتی ہے۔ آپ نے اس غرض کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد اور آپؑ کے کارناموں کا ذکر نہایت ہی مؤثر رنگ میں بیان فرمایا۔

ہندو مذہب

شریمتی سیتا نیل کنٹھن (تھیوسوفیکل سوسائٹی مدراس) نے ہندو مذہب کی نمائندگی کرتے ہوئے تقریر فرمائی۔ آپ نے سب سے پہلے جماعتِ احمدیہ کی جسے بین الاقوامی حیثیت حاصل ہے اس قسم کے اقدام کی سراہنا کی۔ آپ نے کہا کہ ہندو مذہب دنیا کے قدیم مذاہب میں سے ایک ہے۔ ہمیں ابھی تک کسی تاریخ سے ہندو مذہب کی بنیاد ڈالنے والی کسی خاص شخصیت کا علم نہیں ہوا ہے۔ تاہم ہمیں مختلف ویدوں سے خاص طور پر رگ وید سے ہندو مذہب کی تعلیمات کا علم ہو سکتا ہے۔ اسی طرح بھگوت گیتا سے سری کرشن جی کی تعلیمات کا پتہ لگ جاتا ہے۔ اس کے علاوہ اُپانیشت سے بھی ہندو مذہب کے بارے میں سرسری علم حاصل ہو سکتا ہے۔ اس کے بعد انہوں نے اختصار سے اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کیں۔

اسلام

محترم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل (دہلی) نے مذہب اسلام کی فضیلت پر روشنی ڈالی۔ آپ نے قیامِ امن اور باہمی یکجہتی کے حصول کے لئے اسلام کی سنہری تعلیمات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اسلام نے ربّ العالمین کا تصور سب سے پہلے ہمارے سامنے رکھا ہے۔ قیامِ امن کے لئے سب سے پہلا اصول ایک وحدہٗ لاشریک ہستی کے ساتھ اپنا تعلق جوڑنا ہے۔ دوسرا اصول مخلوق کے ساتھ ہمدردی اور شفقت ہے۔ تیسرا اصول آپ نے یہ بتایا کہ ہر قوم اور مذہب کے بانی اور پیشوا کا احترام کیا جائے۔ اور ایک دوسرے مذہب اور اس کی تعلیمات کو سمجھنے کی کوشش کی جائے۔

زرتشت

مسٹر فروز کپاڑیا نے انگریزی میں زرتشتی مذہب کے بارے میں بتایا کہ یہ بھی ایک قدیم مذہب ہے۔ اس کی بنیادی تعلیم اچھے خیالات اچھی باتیں اور اچھے اعمال پر مشتمل ہے۔ مختصر رنگ میں آپ نے حضرت زردشت بانی زرتشتی مذہب کے حالاتِ زندگی بیان کیے۔

حضرت احمد علیہ السلام

خاکسار نے بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت اور آپؑ کے مقبول کارنامے، آپؑ کے مشن کی عظیم الشان کامیابی اور آپؑ کی صداقت کے چند دلائل بیان کئے۔

بدھ ازم

سوامی ڈاکٹر نندی کیسری ڈائریکٹر مہابودھی سوسائٹی سیلون نے بدھ مذہب اور اس کے بانی کے بارے میں اختصار کے ساتھ بیان کیا۔ اور بتایا کہ حضرت بدھ کی تمام تعلیمات کا نچوڑ اور خلاصہ اہنسا اور عدمِ تشدد ہے۔

عیسائیت

مسٹر لارنس موہنا ایم۔ اے۔ (لیکچرار لایولا کالج مدراس) نے تامل زبان میں حضرت یسوع مسیح کی تعلیمات کا خلاصہ بیان کرتے ہوئے بتایا کہ آپ کی تمام تعلیمات کی بنیاد محبت و پیار ہے۔

سکھ مذہب

سردار پرہلاد سنگھ جی نے سکھ مذہب کے بارے میں انگریزی میں اپنا مضمون پڑھ کر سنایا آپ نے فرمایا کہ سکھ مذہب ہندو اور اسلام مذاہب کا خلاصہ ہے۔ حضرت گورو نانک جی مہاراج کی آمد کے وقت مسلمانوں اور ہندوؤں کی افسوسناک حالت کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ آپ دونوں مذاہب کو ایک ہی پلیٹ فارم پر جمع کرنے کے لئے آئے تھے۔ آپ نے توحید کی تعلیم دی۔ اگر یہ کہا جائے کہ آپ ہندوؤں کے گورو اور مسلمانوں کے پیر تھے۔ تو اس میں کوئی مبالغہ نہیں ہوگا۔

صدارتی تقریر

محترم مولوی امینی صاحب نے آخر میں صدارتی تقریر کرتے ہوئے ایک شعر ؎

(باقی دیکھئے صفحہ ۱۲ پر)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے۔ پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر: صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۶؍ہجرت ۱۳۵۰ ہش

ماہِ ہجرت
اور
صدر انجمن احمدیہ کے نئے مالی سال کا آغاز

ماہِ شہادت (اپریل) تمام ہوُا۔ اب ہجرت (مئی) کا مہینہ شروع ہو چکا ہے۔ اس مہینہ سے صدر انجمن احمدیہ کے نئے مالی سال کا آغاز ہوتا ہے۔ زمانے بیت گئے، جماعت احمدیہ کا اسی پر تعامل چلا آرہا ہے۔ کسی جماعت کے سیکرٹری مال ہوں یا بیت المال سے تعلق رکھنے والے دوسرے مرکزی کارکن بلکہ جماعت کا ہر فرد جو اپنی نیک کمائی سے خلوص اور محبت کے جذبہ سے خدمت و اشاعتِ دین کے لئے ایک مقررہ حصّہ مرکز میں بھجواتا ہے، سبھی احباب، جماعت کے اس تعامل سے بخوبی واقف و آگاہ ہیں۔ لیکن تاریخی نقطۂ نظر سے ایک خاص قسم کے حُسنِ توارد کی طرف اس وقت ہم احبابِ جماعت کو توجہ دلاکر مالی قربانیوں کے معیار کو اور زیادہ بلند کر دینے کی تحریک کرنا چاہتے ہیں۔

یہ حسنِ توارد کیا ہے؟ اس کی مختصر تفصیل کے لئے پہلے کچھ پس منظر ذہن نشین کر لیجئے۔ اور اس کے بعد اس کے صحیح تقاضوں پر نظر کیجئے ——— !!

آج سے بتیس[۳۲] سال پہلے سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہُ نے خلافت جوبلی کے سالانہ جلسہ پر جب ہجری شمسی تقویم کا اجراء فرمایا تو عیسوی کیلنڈر میں ماہِ مئی کے مقابل پر آنے والے مہینہ کو ماہِ "ھجرت" قرار دیا گیا۔ یہ نام اس بناء پر دیا گیا کہ اس مبارک مہینہ میں ہمارے پیارے آقا فداہُ آباؤنا وانفسنا صلے اللہ علیہ وسلم کو مکہّ سے مدینہ کی طرف ہجرت کر جانے کا واقعہ پیش آیا تھا۔ محض خدا کی خاطر کس مپرسی کی حالت میں ظلم و تعدّی کا نشانہ بنتے ہوتے مادرِ وطن کو چھوڑنا بہت بڑی قُربانی تھی۔ لیکن حضور سرورِ دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہؓ اطہار نے اسے بطیب خاطر قبول کیا۔ اگرچہ یہ ایک دل دوز واقعہ تھا لیکن حکمتِ الٰہی نے اسے اسلام کی آئندہ عظیم الشان ترقیات کے لئے ایک ٹرننگ پوائنٹ (TURNING POIT) بنا دیا۔

ہجرت سے پہلے ظالم دشمن نے صحابہ کرامؓ کے مالوں کو چھین لیا، جائدادوں سے بے دخل کر دیا۔ لیکن اس عظیم قربانی کے نتیجہ میں ان کے دلوں میں ایسے ایمان و یقین کی دولت بھر گئی، جس کے سامنے دنیوی مال و منال کی کوئی قدر و قیمت نہ تھی۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے اپنے ایک عربی شعر میں اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بڑے ہی جامع انداز میں فرمایا ہے ؎

جَاؤُكَ مَنْهُوْبِيْنَ كَالْعُرْيَانِ فَسَتَرْتَهُمْ بِمَلَاحِفِ الْإِيْمَانِ

اے محسنِ انسانیت یہ لوگ آپ کے حضور لُٹے ہوئے ننگے آئے مگر آپؐ نے کمال احسان سے انہیں زندہ ایمان کی چادروں سے ڈھانپ دیا ——— !!

الغرض ماہ ہجرت ہی میں صحابہ کرامؓ کی جماعتی زندگی خاص جوش اور خاص ولولے کے ساتھ ایک نئے دَور میں داخل ہوئی۔ یوں تو تیرہ[۱۳] سالہ مکی دَور کے مقابلہ میں مدنی زندگی کا زمانہ بقدر تین سال کم ہے۔ لیکن خدا کی قدرت کا عجب کرشمہ ہے کہ اس دس سالہ زندگی میں جس سرعت کے ساتھ اسلام کی اشاعت ہوئی اور اس کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہوُا وہ بجائے خود عظیم معجزہ سے کم نہیں۔

پیش آمدہ وقتی حالات کے نتیجہ میں حضورؐ کو اور آپؐ کے پاک صحابہؓ کو مدافعت کے لئے اضطراراً تلوار اٹھانی پڑی۔ مگر معاہدۂ "حُدیبیہ" کے نتیجہ میں جونہی اس معرکہ آرائی سے فرصت ملی، بڑی تیزی سے تبلیغ و اشاعتِ دین کے بے نظیر کارنامے انجام پائے۔ جزیرۂ عرب کے عام باشندے کو دعوتِ اسلام دینے کے علاوہ ارد گرد کے نامور بادشاہوں تک کو تبلیغی خطوط لکھے گئے۔ اور مؤثر طریق پر انہیں اسلام کی دعوت دی گئی۔ اور ساتھ کے ساتھ جماعتی تنظیم اور مسلمانوں کی تعلیم و تربیت کے جو منصوبے معرضِ عمل میں آتے رہے وہ اپنی جگہ پر ہیں۔ ان سب پروگراموں میں صحابہ کرام کا ہر طبقہ غیر معمولی جوش و خروش کے ساتھ برابر حصّہ لیتا رہا۔

حضورؐ کی اعلیٰ تربیت کے نتیجہ میں صحابہ کرامؓ کی پارسا اور نو برگ جماعت وقت کی نزاکت کو خوب پہچانتی تھی۔ اور ہر موقعہ سے پُورا پُورا فائدہ اٹھانا خوب جانتی تھی۔ احادیث میں آتا ہے کہ مدینہ تشریف لے جانے کے بعد ایک عرصہ تک حضورؐ مسجدِ نبوی میں موجود ایک درخت کے تنے کے ساتھ سہارا لیکر خطاب فرمایا کرتے تھے۔ کچھ عرصہ بعد جب حضور کے لئے ممبر بنا اور حضور اس پر کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمانے لگے تو صحابہ کرامؓ کی بھری مجلس نے اس سوکھے تنے سے بچے کے رونے کی آواز سُنی۔ راوی بیان کرتا ہے کہ حضور اسی وقت منبر سے نیچے اُترے، تنے کے پاس گئے۔ کسی خورد سال بچے کو دلاسا دینے اور چُپ کرانے کے طریق پر حضورؐ نے تھوڑی دیر تک تنے کو اپنے ساتھ چمٹائے رکھا تب آواز بند ہوگئی۔ اور حضورؐ نے واپس منبر پر تشریف لاکر خطبہ جاری رکھا۔

علماءِ کرام کا کہنا ہے کہ یہ ایک کشفی واقعہ تھا جس میں تصویری زبان میں صحابہ کرامؓ کو یہ امر ذہن نشین کرایا گیا کہ وقت وقت کی بات ہوتی ہے۔ جو شخص وقت کی قدر کرتا ہے اور ملے ہوئے موقعہ کو غنیمت جان کر اس سے پورا پورا فائدہ اٹھاتا ہے وہی حقیقت شناس اور خردمند ہے۔ اس لئے اے وہ لوگو! جنہیں اس وقت اس مقدس اور مبارک وجودؐ کا عہدِ خوشتر دیکھنا نصیب ہوُا ہے تم اسے غنیمت جانو اور حضور کی زبانِ مبارک سے نکلے ہوئے کلمات طیبات کی قدر کرو۔ اور اس کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھال لو!!

زندہ باد صحابہؓ کی جماعت!! تاریخ بتاتی ہے کہ انہوں نے ایسا ہی کیا ——— !! اور آج جس جامعیت کے ساتھ حضورؐ کے ہر قول و عمل کا ریکارڈ مسلمانوں کے پاس محفوظ ہے۔ اس کا مقابلہ کوئی دوسرا مذہب نہیں کر سکتا۔ یہ صحابہؓ کی جانفشانی، عملی جدوجہد اور سعی کا نتیجہ تھا کہ یکے بعد دیگرے سعید روحیں بڑی کثرت سے حلقہ بگوشِ اسلام ہوئیں اور دیکھتے ہی دیکھتے جزیرۂ عرب میں ایسا روحانی انقلاب آیا جس کی مثال ساری دُنیا میں نہیں ملتی۔ اس سے یہ ایک واضح سبق ملتا ہے کہ انسانیت کی بہترین خدمت اس کو راہِ صواب کی طرف دعوت دینا اور اس کو اپنے خالق و مالک کے ساتھ ذاتی تعلق پیدا کرانا اور اُسے مضبوط بنا دینا ہے اور یہی واحد مقصد ہے اس دُنیا میں انسان کے آنے کا اور یہ مقصد اسی سے پورا ہو سکتا ہے۔

جماعتِ احمدیہ کا قیام انہی اغراض و مقاصد کے پیشِ نظر عمل میں آیا۔ اس کی بنیادی اینٹ بھی خدائے قدوس کے ہاتھ سے اس کے فرستادہ کے ذریعہ رکھی گئی۔ جماعت اپنے قیام کے وقت سے اس غرض کو پورا کرنے کے لئے جدوجہد کر رہی ہے۔ ہر سال باہر کی دنیا کے ہزاروں ہزار افراد تک اسلام کا مہر و محبّت کا پیغام پہنچایا جاتا ہے۔ اس نیک مقصد کو زیادہ کامیاب بنانے کے لئے مَنْ اَنْصَارِیْ اِلَی اللّٰہِ والے انبیاءِ کرام کے طریق پر عمل کرتے ہوئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اپنی جماعت کے سب افراد کو حسبِ استطاعت مالی حصّہ لینے کی ترغیب دی۔ اور اب نسلاً بعد نسلٍ یہ تحریک کامیابی کے ساتھ آگے بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ خدا تعالیٰ احبابِ جماعت کو مخلصانہ تعاون کی پہلے سے بڑھ کر توفیق دے رہا ہے۔ اور اسی کا نتیجہ ہے کہ اس وقت جماعت کے سامنے بڑے وسیع پروگرام ہیں خدمتِ دین اور خدمتِ خلق کے۔

ہجرتِ نبوی کے بعد جس مبارک مہینہ میں حضرات صحابہ کرامؓ ایک نئے جوش اور ولولہ کے ساتھ دینِ حق کی نصرت و تائید میں لگ گئے توارُدِ حسنہ کے مطابق صدر انجمن احمدیہ کے ہر مالی سال کا آغاز بھی اسی مبارک مہینہ ہجرت ہی سے ہوتا ہے۔ مخلصین جماعت نئے مالی سال میں اپنے سابقہ طریقِ حسنہ کے مطابق مالی جہاد میں تو حصہ لیں گے ہی۔ لیکن ہماری خواہش ہے کہ اس موقعہ پر احبابِ جماعت اگر اس توارُدِ حسنہ کو بھی ذہن میں رکھ لیا کریں تو یقین ہے کہ جہاں ان کی قُربانیوں کا معیار خود بخود زیادہ بڑھ جائے گا وہاں وہ اپنے قلوب میں ایسی بشاشت اور روحانی لذّت و سرور پائیں گے جس کا لطف وہی جانتے ہیں جو صاحبِ حال ہوں۔ یقین ہے کہ اس موقعہ پر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے مصرعہ

صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا

کی معنویت احباب کے قلوب و اذہان میں ایک اور ہی رنگ میں اُبھرے گی۔ اور اسی چیز کا نام ہے "ایمانی لذّت" جسے احادیث میں سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "ذَاقَ طَعْمَ الْاِیْمَانِ" وہ شخص ایمان کی لذّت بذاتِ خود محسوس کرنے لگتا ہے۔ کون؟ فرمایا: مَنْ کَانَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِمَّا سِوَاھُ۔ جس کے دِل میں اللہ اور اس کے رسُول کی محبّت تمام دوسری چیزوں سے بڑھ کر ہو۔ پس اس ایمانی لذّت کے حصول کی طرف ہم احباب کو توجہ دلانا چاہتے ہیں۔

اسی پرچہ میں نظارت بیت المال آمد کا ایک اعلان دیا جا رہا ہے۔ اس کے مطابق سالِ مختتمہ میں یا اس سے ماقبل کے سال میں احباب کی اخلاص بھری مالی قربانیوں کا خوش کُن تذکرہ ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ گزر رہے ماہِ ہجرت کے مبارک ایام کے ساتھ شروع ہونے والے اِس سال میں احبابِ جماعت اپنی ان قربانیوں کے معیار کو اور زیادہ تیز کر دیں اور ثابت کر دیں کہ مومن کا ہر اگلا قدم پہلے کی نسبت آگے ہی بڑھتا ہے پیچھے رہنے یا برابر رہنے کا تو سوال ہی نہیں۔ دعا ہے کہ رحیم و کریم خدا سب احباب کی ان قُربانیوں کو قبول کرے اور ان کے گھر اس کی خاص رحمتوں اور برکتوں سے ہمیشہ ہی بھرے رہیں۔ آمین برحمتك یا ارحم الراحمین ⁂

خطبہ جمعہ

غلبہ اسلام کے دن مجھے افق پر نظر آرہے ہیں

یہ سورج انشاء اللہ طلوع ہوگا اور بہت جلد نصف النہار پر پہنچے گا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس سورج کی تپش کے ذریعہ گناہ کی خنکی سے بچنے کے سامان پیدا کرے

فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مورخہ ۱۰ ار وفا ۱۳۴۹ھ ش مطابق ۱۰ ر جولائی ۱۹۷۰ء

بمقام اسلام آباد

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد سیدنا حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

آپ دوستوں کی خواہش ہوگی کہ میں اپنے دورہ کے متعلق کچھ باتیں کہوں اور آپ میرے منہ سے وہ باتیں سنیں جو آپ کچھ تو رپورٹوں میں پڑھ چکے ہیں واقعات اور حالات کا یہ قریباً بیسواں حصہ ہوگا۔ کچھ تھوڑا بہت میں نے اپنے گذشتہ تین خطبات میں بیان کیا ہے۔ یہ خطبات انشاء اللہ چھپ جائیں گے اور آپ انہیں بھی پڑھیں گے۔ بہت سی باتیں ایسی ہیں کہ جو دیکھنے سے اور محسوس کرنے سے تعلق رکھتی تھیں۔ ان کا بیان ممکن ہی نہیں لیکن حس اور جذبہ کی جن تاروں کو ان واقعات نے جنبش دی وہ حرکت احساس اور جذبات کی سالوں سال قائم رہے گی۔ اس وقت میں مختصراً چند عمومی باتوں کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔

پہلی بات تو یہ ہے

کہ میں نے ان اقوام کو کیسا پایا؟ جہاں تک میں نے غور کیا اور جہاں تک میرے مشاہدہ میں آیا ہے وہ یہ ہے کہ وہ اقوام شریف النفس سعید الفطرت اور سادہ مزاج ہیں۔ اُن کے معاشرہ کے بعض پہلو ہم پاکستانیوں کے لئے بھی قابلِ رشک ہیں۔ مثلاً وہاں افسر اور ماتحت میں اتنی دُوری نہیں جتنی کہ ہمیں یہاں نظر آتی ہے بعض دفعہ جب ہم بڑے بڑے افسروں سے ملنے جاتے اور نسبتاً جونیئر افسر ہمارے وفد میں شامل ہوتے وہ بے دھڑک وہاں پہنچتے اور ذرا ذرا سی بات کا اس طرح خیال رکھتے جس طرح اپنی دفتر میں اپنی ہی حکومت ہو۔ اور ہیڈ آف دی سٹیٹ سے بھی بڑے دھڑلے سے ملتے

وزراء کا یہ حال ہے

کہ مجھے ایک پرنسپل نے بتایا کہ جب سکول میں داخلے کے دن ہوتے ہیں تو بعض دفعہ ایک ایک دن میں چھ چھ وزیر میرے پاس بعض بچوں کی سفارش لے کر آتے ہیں نائیجیریا میں میں نے سکوتو کے گورنر (سکوتو نارتھ ویسٹ سٹیٹ ہے یعنی شمال مغربی صوبہ۔ اسے انہوں نے سٹیٹ کہا ہے نئے Constitution (آئین) کے مطابق انہوں نے اپنے ملک کو بارہ صوبوں میں تقسیم کردیا ہے۔ یہ سکوتو مسلمانوں کا علاقہ ہے) کے پاس جس دوست کو بھیجا تھا وہ کیبنٹ سیکرٹریٹ میں ڈپٹی سیکرٹری تھے۔ چنانچہ وہ بڑے دھڑلے سے گئے اور گورنر سے گفتگو کی اور میری تجویز کو ان کے سامنے ایسے انداز میں پیش کیا کہ وہ گورنر صاحب بڑے خوش ہوئے اور انہوں نے ہماری پیشکش کو جو دراصل انہی کے فائدے کے لئے تھی قبول کرلیا۔ اور اب جو رپورٹیں مجھے موصول ہوئی ہیں ان کے مطابق انہوں نے ہمارے سکولوں کے لئے ۴۰۔ ۵۰ ایکڑ زمین بھی دے دی ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

غرض یہ بُعد جو افسر اور ماتحت کا ہمیں یہاں نظر آتا ہے۔ وہ

مغربی افریقہ کی ان اقوام میں

نظر نہیں آیا ہم جب reception (ری سیپشن) میں جاتے تھے تو وزراء اور کمشنرز یا ڈی سی وہ مختلف نام استعمال کرتے ہیں تو آپس میں اس طرح گھلے ملے ہوتے کہ آپ پتہ نہیں کر سکتے تھے کہ کون منسٹر ہے اور کون چھوٹا افسر ہے۔ وزراء کے علاوہ ہر دفعہ وہاں کے ambassadors (سفیر) بھی ہوتے تھے، بڑے بڑے ایبز بھی ہوتے تھے۔ بڑے اثر و رسوخ والے سیاسی لیڈر بھی ہوتے تھے اور سب وہاں اس طرح گھوم رہے ہوتے تھے کہ کسی آدمی کو جو باہر سے گیا ہو یا ذاتی طور پر ان سے واقف نہ ہو یہ معلوم نہیں ہو سکتا تھا کہ یہ وزیر صاحب ہیں اور یہ حکومت کا ایک معمولی افسر ہے یا یہ اس ملک کا ایک معمولی دکاندار ہے

دوسری چیز جو مجھے نمایاں طور پر نظر آئی وہ یہ ہے کہ جو بُعد امیر اور غریب میں ہمیں یہاں نظر آتا ہے وہاں نظر نہیں آتا۔ ایک حد تک بظاہر لباس کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں۔

جہاں تک صفائی کا تعلق ہے

ایک چپڑاسی بھی اتنے ہی صاف کپڑوں میں آپ کو نظر آئے گا جتنے صاف کپڑوں میں ایک وزیر نظر آئے گا اور ویسے بھی کپڑوں میں بہت سادگی ہے ہمارے ملک میں تو ہزاروں لوگ ایسے ہیں جو چار پانچ سو روپے گز سے کم والے سوٹ کو پہننے کے لئے ذہنی طور پر تیار نہیں ہوتے اور اسی وجہ سے ہمارے معاشرہ میں بہت سا گند اکٹھا ہوگیا ہے۔ البتہ مغربی افریقہ کے لوگوں کو اچھے پہننے کا بہت شوق ہے اور رنگدار کپڑوں کے استعمال کا مردوں کو بہت شوق ہے۔ میں نے یہ بھی دیکھا کہ ہمارے ملک میں عورتیں اتنے رنگ برنگے کپڑے نہیں پہنتیں جتنے کہ وہاں مرد پہنتے ہیں۔ اور پھر نئے نئے ڈیزائن رنگ کے لحاظ سے پھولوں کے لحاظ سے ان کے چوغوں پر نظر آتے ہیں

ایک دفعہ مجھے خیال آیا

اور میں نے اس بارہ میں غور کیا۔ ہم موٹر پر جا رہے تھے مجھے میل دو میل کے اندر سینکڑوں چغے نظر آئے مگر ان میں سے کوئی دو چغے ایک رنگ کے نہیں تھے پتہ نہیں وہ کس طرح اتنے مختلف ڈیزائن بنا لیتے ہیں۔ وہ بہر حال بناتے ہیں۔ کیونکہ یہ وہاں کی مانگ ہے ویسے جب وہ جبہ بدلتے ہیں تو اُن کی شکلیں بھی بدل جاتی ہیں۔ ہم پہچان نہیں سکتے تھے کہ یہ وہی شخص ہے جو کچھ دیر پہلے تھا جس نے کپڑے بدل لئے اور اب کچھ اور لگتا ہے میں اس سلسلہ میں آپ کو لطیفہ سناتا دیتا ہوں۔

ہم نے جس روز اباجے یواڈو سے جانا تھا اس سے پہلی رات ہمارے ایمبیسڈر کے ہاں ہمارا کھانا تھا۔ ان کی بیوی نے پتہ نہیں کیوں منصورہ بیگم سے کہا کہ یہ علاقہ بڑا خطرناک ہے اور آپ کو دیر ہو جائے گی آپ کوشش یہ کریں کہ سورج غروب ہونے سے قبل واپس لیگوس پہنچ جائیں۔ غرض اس نے وہاں کے حالات کا

اچھا خاصا بھیانک نقشہ

کھینچا جو میرے نزدیک غلط تھا۔ بہرحال جب انہوں نے یہ کہا کہ ہمارے احمدی پولیس افسر بھی ہوں گے اور فوجی افسر بھی ہونگے کسی کو کہیں کہ وہ ہمارے ساتھ چلے۔ چنانچہ انہوں نے ایک میجر کی ڈیوٹی لگائی۔ اس نے کہا کہ میں اپنے دفتر کا کام ختم کر کے دوپہر کے بعد اپنی آرڈیننس لے کر پہنچ جاؤں گا اور واپسی پر آپ کے ساتھ آؤں گا۔ کوئی ۷۰۔ ۸۰ میل کے فاصلے پر وہ جگہ تھی۔ چنانچہ وہ وہاں پہنچے اور جب مجھ سے ملے تو وہ یونیفارم میں تھے۔ جب ہم واپس لیگوس اپنے ہوٹل میں پہنچے تو وہ مجھے نظر نہ آئے میں نے سمجھا شاید

انہوں نے جلد اپنی ڈیوٹی پر پہنچنا ہو۔ اور وہ راستے سے ہی اپنی بیرک میں چلے گئے ہوں میں نے دوستوں سے پوچھا کہ ہمارے میجر صاحب ہمارے ساتھ تھے کیا وہ راستے ہی سے چلے گئے ہیں کیا بات ہے؟ وہ کہنے لگے کہ وہ پانچ قدم پر آپ کے سامنے کھڑے ہیں۔ ہوا یہ تھا کہ موٹر میں انہوں نے اپنی یونیفارم اُتار کر اپنا جُبہ پہن لیا تھا۔ اور اس سے ان کی

شکل بھی بدل گئی تھی

ممکن ہے کہ اس طرح ایک غیر ملکی کے لئے انہیں پہچاننا آسان نہ ہو لیکن میرا تو خیال ہے کہ بحیثیت مجموعی ان کی شکلیں بھی بدل جاتی ہیں۔ کیونکہ انسان کی شکل صرف اس کے چہرے کے خد و خال یعنی نقوش ہی نہیں ہوتے۔ بلکہ اس کا لباس ہے اور اسی طرح ہے ان ساری چیزوں کے ملنے سے دماغ میں کسی شخص کی شکل کا ایک تصور قائم ہوتا ہے۔

بہرحال امیر اور غریب میں جو بُعد یہاں پایا جاتا ہے۔ اور جو تفریق یہاں پائی جاتی ہے وہ ان ملکوں میں پہنچ کر مٹ جاتی ہے۔ میں نے پہلے بھی ذکر کیا ہے کہ ہماری جس احمدی بہن نے ایک لاکھ ستر ہزار پونڈ سے زیادہ خرچ کر کے ... میں مسجد تعمیر کروائی ہے جس کا میں نے افتتاح کیا تھا وہ ہماری بہت بڑی جامع مسجد ہے۔ میں نے وہاں یہ دیکھا کہ ان کے لئے اور عام مزدور جو ان کی وہاں نوکرانیاں تھیں ان کے لئے جو کھانا پک رہا تھا وہ مختلف نہیں تھا بلکہ ایک ہی کھانا تھا جس میں وہ بھی شامل ہوئی ہوں گی۔ انہوں نے میرے سامنے تو نہیں کھایا البتہ میرا اندازہ تھا کہ کوئی الگ کھانا نہیں پک رہا۔ چنانچہ میں نے اس کے متعلق دریافت کیا تو

میرا خیال درست تھا

معلوم ہوا کہ ایک ساتھ اکٹھے کھانے پر بیٹھ جاتے ہیں اور ان کے آپس میں کوئی فرق نہیں ہوتا اور وہاں کا تجربہ ہے کہ بعض دفعہ Discontentment (بے اطمینانی) اور بد دلی بھی یہاں نظر آتی ہے وہاں یہ نظر نہیں آتی۔

بڑا عجیب نظارہ یہ ہے میں پہلے بھی بتا یا ہے کہ ایک دن بہت مصروف پروگرام تھا ہم نے ایک جگہ سے دوسری جگہ موٹروں پر جانا تھا۔ میں نے دوستوں سے کہا کہ ایک کو بیا ہمیشہ کامیاب ہوتا ہے وہ مسکراہٹ کا جواب ہمیشہ مسکراہٹ سے ملتا ہے اور میں آج یہ کرتا رہا ہوں میرا اندازہ یہ ہے کہ میں نے بیگوس کے باشندوں سے کم از کم پچاس ہزار مسکراہٹیں وصول کیں اور کسی بچے نے مایوسی، افسردگی اور بے زاری یا Discontentment (بے اطمینانی) نہیں پائی۔ وہ سب بڑے خوش اور ہشاش بشاش دکھائی دیتے تھے حالانکہ وہ ابھی سول وار جیت کر ہٹے تھے اس کے آثار نہیں تو نظر آنے چاہیئے تھے مگر کہیں بھی نظر نہیں آئے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ

اس کی بڑی وجہ یہ ہے

کہ جب امیر اور غریب ایسے ہوں کہ ان کے رہن سہن میں زیادہ فرق نہ ہو ایک دوسرے سے نفرت کا اظہار نہ ہو تکبر اور غرور نہ ہو تو وہ قوم خوشی اور بشاشت کی زندگی گذار رہی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس چیز میں استقامت بخشے اور باہر کے غیر ملکی گندے اثرات ان کے معاشرہ کو گندا کرنے میں کامیاب نہ ہوں جیسا کہ نائیجیریا کو تباہ کرنے کے لئے کوششیں کی گئی تھیں مگر اللہ تعالیٰ نے اس میں مُفسد دُنیا کو کامیاب نہیں ہونے دیا۔

جب میں یعقوبو گوون سے ملا ہوں تو اللہ تعالیٰ نے اس کے دل پر کچھ ایسا تصرف کیا کہ وہ میرے ساتھ نصف گھنٹہ تک اس طرح بیٹھا رہا کہ جس طرح اس کے گھر کا ایک فرد ہو۔ وہ بڑی بے تکلفی سے باتیں کرتا رہا۔

امریکن اور یورپین اقوام

جو وہاں فساد پیدا کرنا چاہتی تھیں وہ ان پر جو تنقید کر رہا تھا وہ تو کر ہی رہا تھا مجھے اس نے یہ بھی کہا کہ غیر ملکی عیسائی مشنز (خود وہ عیسائی ہے) نے پورا زور لگایا کہ ہمارے ملک کو تباہ کر دیں لیکن اللہ تعالیٰ نے فضل کیا۔ ہمارا ملک تباہ ہونے سے بچ گیا۔ میں نے اس سے کہا کہ تمہاری قدر میرے دل میں اس لئے بھی ہے کہ دورے میں میں نے اس کے متعلق اور بھی بہت سی معلومات حاصل کی تھیں وہ بڑے ہی اچھے دل کا مالک ہے) کہ میں پورے غور سے عوام کو سڑکوں اور دکانوں کے سامنے دیکھتا رہا ہوں مگر میں نے کسی جگہ یہ محسوس نہیں کیا کہ تمہاری خانہ جنگی کا قوم پر کوئی اثر ہو۔ ویسے تو وہ ہر ایک خیال رکھتا ہے اس کی حالت یہ تھی کہ میں نے اسے یہ کہا کہ دیکھو! تم نے سول وار جیتی ہے اور یورپین اقوام کی مخالفت اور مداخلت کے باوجود جیتی ہے

یہ تمہارا بڑا کارنامہ ہے

تمہارے کندھوں پر بڑا بوجھ آ پڑا تھا۔ لیکن اس سے بھی زیادہ اہم اور ضروری اور مشکل کام اب تمہیں کرنا ہے اور وہ یہ ہے کہ تم نے بیافرا کو ویسے تو جنگ کے ذریعہ جیت لیا ہے لیکن ان کے دلوں کو جیتنا ابھی باقی ہے اس لئے کوئی Heat Generate (رہیٹ جنریٹ) نہیں ہونی چاہیئے۔ اُن کے ساتھ حُسن سلوک سے پیش آؤ اور ان کے ساتھ پیار کا معاملہ کرو۔ چنانچہ اس نے میری اس نصیحت کو بڑی بشاشت سے سُنا اور مجھے کہنے لگا کہ مجھے اس وقت کا خود بھی خیال ہے میں ان سے یہی سلوک کروں گا وہ میرا بڑا ممنون تھا۔

چونکہ ان کا معاشرہ بہت سے گندوں سے محفوظ ہے۔ اس لئے آپ کو ہنستے کھیلتے چہرے نظر آئیں گے۔ بڑے ہشاش بشاش، کوئی شکایت نہیں، کوئی Discontentment (بے اطمینانی) نہیں۔ کوئی بددلی نہیں۔ کوئی اداسی نہیں، کوئی یہ خیال نہیں کہ انہیں حقیر سمجھا جاتا ہے۔ آپس میں ایک دوسرے کو حقارت اور نفرت کی نگاہ سے نہیں دیکھتے اور یہی پیغام میں لے کر گیا تھا۔ اس واسطے اُن کو اس نے اپیل کیا۔

میں نے ایک دن انہیں یہ بھی کہا کہ میں آج تمہیں یہ بتاتا ہوں کہ تمہاری

عزت اور احترام کا دن

طلوع ہو چکا ہے اب دنیا تمہیں نفرت اور حقارت کی نظر سے نہیں دیکھے گی۔ میرے ذہن میں تو یہ تھا کہ ان کی عزت اور احترام کو قائم کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث کیا۔ اس لحاظ سے ہم ان کے محافظ ہیں ان کی عزت و احترام کے، اور ہم محافظ ہیں ان کی جانوں اور مالوں کے، اور ہم محافظ ہیں شیطانی یلغاروں سے انہیں بچانے کے۔ یعنی شیطان سے بچانے کا جو کام ہے وہ ہمارے سپرد ہے اور جو ان کی ضرورتیں ہیں وہ حتی الوسع ہم نے پوری کرنی ہیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے میں سمجھتا ہوں اس وقت کے حالات کے مطابق اللہ تعالیٰ کے منشاء سے یہ اعلان کیا تھا کہ افریقہ کو اللہ تعالیٰ نے اسلام کے لئے محفوظ رکھا ہوا ہے اور یہ اب نظر آ رہا ہے۔ کہ

اگر ہم اپنی ذمہ واریوں کو نباہیں

تو وہ لوگ بہت جلد اسلام کو، احمدیت کو قبول کر لیں گے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے گا sweet revenge (رسویٹ ریوینج) کی۔ میں آپ کو بتا رہا تھا ہم نے ایک حسین انتقام ظالموں سے لینا ہے۔ وہاں ہمارے عبدالوہاب ہیں جامعہ سے پڑھ کر گئے ہیں۔ بڑے مخلص اور بڑے مستعد اور ہمت والے مبلغ ہیں۔ وہ نہایت اچھا کام کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں بیوی بھی بڑی اچھی دی ہے اس کے دل میں بھی اسلام کا درد اور احمدیت کا پیار ہے وہ سارا دن بچے اور بچیوں کو قرآن کریم پڑھانے میں مشغول رہتی ہیں۔ ان کے ملاقاتے میں جا کر اور یہ حالات دیکھ کر مجھے بہت ہی خوشی ہوئی۔ میں نے عبدالوہاب سے کہا کہ تیار رہو یاد رہے ہمارے حسین انتقام کے دن قریب آ رہے ہیں اور میں نے وہاں اعلان کر دیا کہ میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ میں زندہ رہا تو میں یا میرے بعد جو بھی ہو گا وہ تمہیں گلاسگو مشن کا انچارج بنا کر بھیجے گا۔ وہ قومیں جو صدیوں تک تم پر ظلم کرتی رہی ہیں انہیں یہ پتہ لگنا چاہیئے کہ تم لوگ اس قابل ہو کہ دین کے میدان میں، پیار کے میدان میں اور محبت کے میدان میں اور ہمدردی اور غمخواری کے میدان میں خدمت کے جذبہ کے میدان میں اور مساوات کا پیغام دینے کے میدان میں

تم ان کے اُستاد بنو گے

انشاء اللہ ان میں نے کہہ دیا کہ تم چار سال کے بعد ربوہ آ گئے اور یہاں اپنی انگریزی روپیے تو اچھی خاصی جانتے ہیں) اور improve (بہتر) کر دو گے اور پھر یہاں سے تمہیں گلاسگو بھیج دیں گے ان کے ملک کو بھی میں نے کہہ دیا ہے کہ ہمارا تو یہ پروگرام ہے۔

ہمارے ایک بڑے مخلص افریقن گھانا کی بیں جو غانا کا ایک مشہور شہر ہے ہمارے ایک سکول کے ہیڈ ماسٹر ہیں وہاں اُن کے ملک کی یہ پالیسی ہے۔ اور یہ درست ہے کہ جو استاد یا پرنسپل انہیں افریقن ملے گا اس کی جگہ وہ غیر ملکی کو نہیں رکھیں گے۔ چنانچہ شروع میں ہمیں یہ خیال تھا کہ کہیں اس کا ہمارے سکولوں پر بُرا اثر نہ پڑے۔ لیکن چونکہ وہاں کا معاشرہ کچھ اور رنگ رکھتا ہے عملاً یہ ثابت ہوا کہ کوئی بُرا اثر نہیں پڑا۔ لیکن خدا کا کرنا یہ ہوا کہ ہمارے گھانا کے اس نہایت اعلیٰ درجہ کے سکول اور

بہت ہی کامیاب سکول

(جو ہمارے انٹرمیڈیٹ کالج کے برابر ہے) کا جو افریقن پرنسپل مقرر کیا گیا وہ ایک احمدی تھا۔ اس سے بھی میں نے کہا کہ تم بھی تیار ہو جاؤ۔ ممکن ہے کسی دن میں تمہیں پاکستان میں بلا کر یہاں کے کسی سکول کا ہیڈ ماسٹر بنا دوں کیونکہ جہاں تک احمدیت کا تعلق ہے کسی ایک ملک یا کسی ایک قوم کی اجارہ داری نہیں ہے اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ (الحجرات آیت ۱۴) میں کہہ

کے مخاطب پاکستانی نہیں یا صرف پہلے عرب نہیں تھے بلکہ ہر انسان اس کا مخاطب ہے۔ جو بھی تقویٰ میں آگے نکل جائے گا خواہ وہ فرد ہو یا قوم اللہ تعالیٰ کو وہ دوسرے فرد یا قوم سے زیادہ پیارا ہوگا۔ اور جو آگے نکل گئے ہیں اپنے خلوص اور قربانیوں میں

بہر حال ہمارا یہ کام ہے

جماعت احمدیہ کے خلفاء کا یہ کام ہے کہ ان کو دوسروں کی نسبت زیادہ عزت و احترام دیں۔ پس وہ بھی آئیں گے جس طرح ہم یہاں سے مبلغ اور رستہ وہاں ہموار ہے ہیں وہاں کے لوگ یہاں آئیں گے اور پھر دوسرے ملکوں میں جائیں گے ساری دنیا کو پتہ لگے گا کہ وہ حسین معاشرہ پھر دنیا میں قائم ہونا شروع ہوگیا ہے جو حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے زمانہ میں اور پھر جب اسلام غالب آیا تو ساری دنیا میں قائم کیا تھا۔ ہماری اسلامی تاریخ میں میرے خیال میں درجنوں ایسے بادشاہوں کے خاندان ہوں گے جو حبشی غلاموں سے تعلق رکھتے تھے۔ مثال تو اسی وقت میں رعایت سے (جو بہت ہی حسین اور نمایاں ہے) دے رہا ہوں۔ میں چار موقعوں پر حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی مثال میں نے بیان کی۔ ویسے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اور بھی پیار کے سلوک کئے ہیں۔

وہ بھی بڑی حسین مثالیں ہیں

اگر اللہ تعالیٰ نے پھر کبھی توفیق دی اور وہاں جانے کا موقعہ ملا تو اور بہت ساری مثالیں دے دیں گے اس دنیا میں۔ اور اس وقت بھی میرے خیال میں پاکستان کے بہت سے سمجھتے ہوں گے کہ انسان انسان میں فرق ہے۔ اسلام تو انسان انسان میں فرق مٹانے کے لئے آیا تھا۔ قائم کرنے یا قائم رہنے دینے کے لئے نہیں آیا تھا۔ ایک حبشی (اپنے تصور میں لے آؤ جس قسم کا وہ ہوتا ہے فرد بے عملاً ہی ہوتا ہے) یہاں انگریز نے ہمارے ذہن میں جو تصور دیا تھا وہ یہ تھا کہ حبشیوں کے ہونٹ لٹکے ہوئے اور نچلا ہونٹ ٹھوڑی کے کنارے تک پہنچا ہوا اور آنکھیں سرخ ہوتی ہیں جس طرح کی شکل وہ شیطان کی بناتے تھے اسی طرح کی شکل حبشی کی بنا دیتے تھے۔ مگر وہاں ایسا نہیں۔ الاماشاء اللہ بعض اس سے ملتی جلتی شکلیں تو ہیں لیکن اتنی بھیانک نہیں ہیں۔ ان کے بڑے تیکھے نقوش ہیں اور اس وقت جو دوست میرے سامنے بیٹھے ہیں عام طور پر ان سے ملتے جلتے چہرے ہم نے وہاں دیکھے ہیں۔ خصوصاً احمدیوں میں اور پھر دوسرے مسلمانوں میں اس قسم کے بھدے سے ڈراؤنے نقوش نہیں ہیں البتہ

عیسائیوں میں مجھے کہیں کہیں نظر آئے ہیں پتہ نہیں اس میں کیا حکمت ہے۔

بہر حال ایک حبشی چونکہ پیرامونٹ چیف کا غلام تھا۔ اور وہ اس کے ساتھ نفرت اور حقارت کے ساتھ پیش آتے تھے ان کے دلوں میں اس کی کوئی عزت نہیں تھی کسی قسم کی عزت کا اظہار ان سے نہیں ہوا کرتا تھا۔

پھر خدا کا کرنا کیا ہوا

کہ یہی حبشی غلام جو ان کی نگاہ میں بڑا ذلیل تھا اللہ تعالیٰ نے اسے نور دکھایا وہ اسلام لے آیا۔ پہلے صرف نفرت اور حقارت تھی اب نفرت اور حقارت کے ساتھ ظلم بھی ہوگیا انہوں نے اس کو اس طرح اذیت پہنچائی کہ آج بھی ہم سوچتے ہیں تو ہمارے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ پھر ایک مسلمان کو خیال آیا اس نے اسے خرید کر آزاد کر دیا۔ اور وہ مسلمان معاشرہ کا فرد تو ویسے اسلام لانے کے بعد ہی بن گیا تھا۔ مگر غلامی کی زنجیروں کی وجہ سے عملاً مسلمان معاشرہ کا فرد نہیں بن سکا تھا۔ پھر وہ بڑے سے بڑے مسلمان گو اس وقت چند ایک ہی سہی کیونکہ اس وقت رؤسا مکہ میں سے چند ایک مسلمان ہو چکے تھے۔ ان کے برابر ہوگیا اور وہ عملاً ان کی زندگیوں کے برابر تھا کوئی فرق نہیں تھا۔ پھر خدا تعالیٰ نے فتح مکہ کے موقع پر انسانیت کو وہ عظیم نظارہ دکھایا کہ

دنیا کی تاریخ جس کی مثال نہیں لا سکتی

حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک جھنڈا تیار کروایا (میں نے تصور کی نگاہ سے وہاں کا نقشہ اپنے ذہن میں لانے کی کوشش کی ہے) لوگ حیران ہوتے ہوں گے ایک جھنڈا کیوں تیار کروایا جا رہا ہے۔ بہر حال ایک جھنڈا تیار کروایا اور فرمایا یہ بلال کا جھنڈا ہے۔ آپ نے اس جھنڈے کو بلال کا نام دیا اور ایک جگہ اُسے نصب کروا دیا۔ اور پھر انہی رؤساء مکہ کو فرمایا کہ جس شخص کو نفرت اور حقارت سے دیکھا کرتے تھے۔ اور جس پر تم ظلم ڈھایا کرتے تھے آج اگر پناہ چاہتے ہو تو اس کے جھنڈے کے نیچے آ جاؤ۔

یہ ایک مثال ہے جو درجنوں مثالوں میں سے نظر آتی ہے۔ ہمارا یہ دعوےٰ کہ حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے لئے اسوۂ حسنہ ہیں تبھی صحیح حقیقت اور صداقت کا حامل بن سکتا ہے، اگر ہم اس کے مطابق عمل کریں تاہم اس حقیقت کو میں بعد میں لوں گا۔

غرض

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ حسنہ

میرے سامنے تھا چنانچہ ان کے سامنے جب میں یہ بات بیان کرتا تھا مختلف موقعوں پر مختلف لوگوں کے سامنے کیونکہ ملک بھی دوسرا ہوتا تھا اور جگہ بدلنے سے دو دو صد جوان جلسے میں ہوتے تھے۔ وہ بھی مختلف ہوتے تھے بلا مبالغہ SCIENTIFIC سائنٹیفک EXPLANATION ایکس پلے نیشن تو میرے ذہن میں نہیں آیا لیکن میں نے محسوس کیا کہ ان کی خوشی کی لہروں میں بھی ایک ارتعاش پیدا ہوتا تھی بغیر آواز کے اور میرے کانوں نے ان کی خوشی کی لہروں کو محسوس کیا۔ اور اس کا اثر صرف مسلمانوں پر ہی نہیں ہوتا تھا ان کو تھوڑا بہت پہلے سے علم ہے عیسائی بھی متاثر ہوتے تھے اور وہ مشرک اور بدھ مذہب جن میں ابھی تک بڑی ظالمانہ رسوم رائج ہیں۔ وہ بھی سنتے تھے کہ اسلام کا پیش کردہ صداقت اور محبت اور پیار اور ہمدردی اور غم خواری اور خدمت اور مساوات کا یہ اعلان ہے اور یہ سلوک ہے تو

اثر قبول کئے بغیر نہیں رہ سکتے تھے

غرض کیا عیسائی اور کیا مشرک اور بدھ مذہب جب ساری باتوں کو سنتے تھے تو وہ اتنا اثر قبول کرتے کہ ہم اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔

سیرالیون میں عبدالوہاب بن آدم ہمارے مبلغ ہیں جو انشاء اللہ گھانا سکول میں جا کر وہاں کے انچارج مشن بنیں گے وہ بڑا اچھا کام کر رہے ہیں۔ وہاں ہم گئے تھے انہوں نے وہاں بہت بڑی مسجد بنوائی ہے۔ جو آپ کا نقشہ ہے اس مسجد کا اس سے چار گنا بڑی ہے۔ میں نے اس کا افتتاح کرنا تھا دوستوں سے ملنا تھا وہاں اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ جماعت کا اتنا رعب ہے کہ بڑے بڑے پادریوں کو بھی مجبوراً ہمارے جلسوں میں شامل ہونا پڑتا ہے۔ کچھ تو انہوں نے یہ دیکھنا ہوتا ہے کہ یہ کام کیا کر رہے ہیں؟ اور کس طرف ان کا رخ ہو رہا ہے؟ غرض اس جلسہ میں جو پادری آئے ہوئے تھے ان میں سارے ملاقات کے کیتھولک مشن کا انچارج بشپ بھی موجود تھا۔ لیکن بیٹھا سشر رخ میں اس طرح تھا کہ جیسے اُسے کوئی دلچسپی نہیں ہے مجبوری تھی شامل ہوگیا ہے۔ آپ موقعہ پر

تقریر کے دوران میں

جس نے یہ کہا

One who paramount PROPHET پیراماؤنٹ چیف ان کا حاوی ہے میں نے جن سے عاریۃً لیا) یعنی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم۔ وہ تمہارے کان میں یہ کہہ رہے ہیں کہ

إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ۔

(حٰم السجدہ آیت ۷)

میں تمہارے جیسا انسان ہوں، تم میرے جیسے انسان ہونے کے لحاظ سے مجھ میں اور تم میں کوئی فرق نہیں تو پھر "Those who were Junior to him like Moses and Christ" وہ بھی انسان ہی تھے۔ اس لحاظ سے وہ تم پر کیسے برتری کا دعویٰ کر سکتے ہیں۔ وہ پادری صاحب اچھل کر بیٹھ گئے۔ کیونکہ انہیں پتہ تھا کہ لوگ اس سے متاثر ہوں گے۔

پس میں نے ان کو بڑا شریف النفس، سعید الفطرت اور سادہ مزاج پایا اور میں نے ان کو جو دیا وہ اسلام کا یہ پیغام تھا کہ

انسان انسان میں کوئی فرق نہیں

ہے۔ ہر ایک سے محبت کرنی چاہیئے۔ اُردو میں جس معنی میں محبت کا لفظ استعمال ہوتا ہے اس معنے میں میں استعمال کر رہا ہوں کیونکہ میں اردو میں بات کر رہا ہوں (عربی میں ایک اور معنے میں استعمال ہوتا ہے۔ وہ یہاں استعمال نہیں ہو سکتا) جس کو ہم پیار اور محبت کہتے ہیں۔ اسلام کا وہ پیغام ہے ہمدردی اور خیر خواہی اور مساوات کا کہ کوئی فرق نہیں کرنا۔ اپنے آپ کو کسی دوسرے انسان سے بڑا نہیں سمجھنا۔ یہ پیغام میں ان کے پاس لے کر گیا تھا۔ یہ محبت میں ان کے پاس لے کر گیا تھا، ہمدردی اور غم خواری اور خدمت کا یہ جذبہ اور مساوات کا یہ اعلان میں ان کے پاس لے کر گیا تھا اور خدمت کا یہ جذبہ اور مساوات کا یہ اعلان میں ان کے پاس لے کر گیا تھا اور اس کے وہ حق دار تھے۔

ابھی چند دن ہوئے مجھے عبدالوہاب ہی کا خط آیا ہے اُس نے لکھا ہے کہ آپ نے احمدی اور غیر احمدی بڑے چھوٹے عیسائی اور مشرک ہر ایک سے جو انتہائی شفقت کا سلوک کیا ہے اس کی یاد ہماری قوم کے دل سے نہیں مٹے گی۔ میں نے ان کو جو جواب دیا وہ یہ ہے کہ جو میں نے دیا وہ اُن کا حق تھا۔ اُن کا جو حق تھا

وہ میں نے انہیں دے دیا کیونکہ اسطرح میں نے کیا احسان کیا۔ میں سوچا کرتا تھا کہ میں بچوں کو پیار کرتا تھا یہ ان کا حق تھا میں ان کو دے رہا تھا۔ اب پیار پر نہ دھیلہ خرچ ہو نہ وقت خرچ ہو۔ لیکن اتنا اثر ہوتا تھا کہ اگر آپ لاکھوں پیسہ خرچ کر دیں تو اس کا سو واں حصہ اثر نہ ہوگا۔

وہ پیار کے بھوکے ہیں

چونکہ وہ صدیوں پیار کی آواز میں گم ہو کر غیر ملکوں کی توپوں کا نشانہ بن گئے تھے۔ میں نے بہت سے عیسائیوں کو کہا کہ میں یہ بات تسلیم کرتا ہوں ضمناً میں بتا دوں کہ جو سچ ہے اسے بہرحال تسلیم کرنا چاہیئے جو امر واقعہ ہے اس کو چھپانے کی ضرورت نہیں۔ غرض میں نے ان سے کہا کہ جب تمہارے ملکوں میں عیسائی پادری داخل ہوئے تو انہوں نے یہی نعرہ لگایا تھا کہ ہم عیسائیت کی محبت کا پیغام لے کر آئے ہیں لیکن ان کے پیچھے پیچھے ان ممالک کی جہاں سے وہ آئے تھے فوجیں تمہارے ملکوں میں داخل ہوئیں توپ خانے بنے ان توپوں کے موہنہ سے پھول نہیں جھڑتے تھے بلکہ گولے نکلے تھے اور پھر جس طرح ان ملکوں نے تمہیں EXPLOIT (ایکسپلائٹ) کیا اور پھر جس طرح تمہیں تباہ کیا اس کے متعلق مجھے کہنے کی ضرورت نہیں تم مجھ سے زیادہ جانتے ہو کیونکہ تم صدیوں سے اس ظلم کا شکار بنے رہے ہو۔ اب

میں محبت کا پیغام لے کر آیا ہوں

لیکن میں تمہیں یہ بتاتا ہوں کہ ہم قریباً پچاس سال سے تمہارے ویسٹ افریقہ میں کام کر رہے ہیں اور اس عرصہ میں ہم نے کبھی تمہاری سیاست میں دلچسپی نہیں لی اور کبھی تمہاری دولت پر حریصانہ نگاہ نہیں ڈالی ہم نے یہاں بہت کچھ کمایا ہے۔ میں بتا چکا ہوں ہمارے کلینک وہاں بہت کماتے ہیں۔ کانو میں ہمارے کلینک کے پاس دس ہزار پونڈ سے زیادہ جمع ہو گیا تھا۔ ڈیڑھ دو سال ہوئے انہیں یہاں مرکز سے ہدایت گئی تھی کہ اس رقم کو اسی ہسپتال کی عمارت پر خرچ کر دو۔ پہلے وہ کلینک تھا اب ایک نہایت شاندار ہسپتال بن گیا ہے۔ چنانچہ اسیطرح کی بیسیوں مثالیں ہیں ہم نے ایک دھیلہ ان ملکوں سے باہر نہیں نکالا۔ میرے خیال میں اس وقت تک لاکھوں پونڈ باہر سے جا کر ان ملکوں

. . . .

. . . .

[illegible] رہے ہیں وہاں کی حکومت کو بھی اس کا علم ہے اور وہاں کے عوام کو

بھی اس کا علم ہے۔ پس میں نے کہا کہ ہم پچاس سال سے تمہارے پاس ہیں اور جو بھی یہاں کمایا وہ تم پر خرچ کر دیا۔ باہر سے جو کچھ لائے وہ بھی تم پر خرچ کر دیا۔ ہم نے تمہیں سچا اور حقیقی پیار دیا اور اس کے متعلق تم سب کچھ جانتے ہو۔ اور یہ چیز ان پر اثر کئے بغیر نہیں رہتی تھی میں ان سب ملکوں میں اپنی طرف سے بعض چیزیں امتحاناً کہا کرتا تھا۔ ان میں سے ایک چیز یہ تھی کہ میں انہیں کہتا تھا تم سوچو اور مسلمان ہو جاؤ۔ مگر کسی ایک نے مجھے یہ نہیں کہا کہ نہیں ہم مسلمان نہیں ہو سکتے یا احمدی مسلمان نہیں ہوتے۔ ہر ایک نے یہی کہا ٹھیک ہے ہم سوچیں گے اور غور کریں گے اور پھر احمدیت اور اسلام کو قبول کر لیں گے

ہم نے اُن کے اوپر پیار کا ہاتھ رکھا

ہے اور پیار کی لمس لمس جس سے اس کے وہ عادی ہو چکے ہیں۔ دوسروں کو وہ دیکھتے ہیں کہ یہ کتنا پیار کرتے ہیں۔ ہمارے مقبول کی رپورٹ کے مطابق افریقن یہ سوچ ہی نہیں سکتے کہ دنیا میں کوئی ایسی قوم بھی پیدا ہو سکتی ہے جو ان کے بچوں کو پیار کرے اور میں نے وہاں ہزاروں بچوں کو اٹھایا اُن سے پیار کیا۔ ویسے پانچ سات سال کے جو تھے انہیں بغیر اٹھائے جھک کر پیار کیا۔ یہ دیکھ کر ان کی عجیب حالت ہوتی تھی۔ ایک قسم کے مست ہو جاتے تھے کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ غیر وہاں جو ہوا وہ تو ہوا مشرقی افریقہ کے ایک ملک زمبیا کے ایک وزیر انگلستان میں کسی کامن ویلتھ کانفرنس کو (ATTEND) کرنے آئے ہوئے تھے۔ جس روز ہم وہاں سے پاکستان کے لئے روانہ ہو رہے تھے اسی روز انہوں نے بھی روانہ ہونا تھا۔ اور

اتفاق کی بات ہے

اسی کمرہ میں وہ بھی اپنے جہاز کے انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے جہاں ہم نے بھی اپنے جہاز کے انتظار میں بیٹھنا تھا۔ ان کے زمبیا کے ہائی کمشنر اور ان کا آٹھ دس سال کا ایک بچہ بھی تھا۔ چنانچہ انہوں نے کہا ہم ملنا چاہتے ہیں۔ میں اُن سے ملا اور پانچ سات منٹ تک ان کے ساتھ باتیں کیں۔ پھر وہ اپنی جگہ پر جا کر بیٹھ گئے۔ میں اپنے دوستوں کے ساتھ آ کر بیٹھ گیا۔ ایک احمدی دوست کو خیال آیا وہ ایک پاؤنڈ کا نوٹ لے کر میرے پاس آیا کہ اس پر دستخط کر دیں میں اسے اپنے پاس یادگار کے طور پر رکھوں گا۔ میرا یہ

دیکھ کر ایک دوسرا آ گیا اس طرح آٹھ نو دوسرے نوٹ پر دستخط کر کے جب میں نے سر اٹھایا تو وہ آٹھ دس سال کا بچہ ہاتھ میں نوٹ لے کر دستخط کروانے کے لئے کھڑا تھا۔ اس کو خیال آیا یا وزیر کو خیال آیا بہرحال اللہ تعالیٰ نے اپنے پیار کا ان کو ایک نشان دکھانا تھا اور ویسے سامان پیدا کر دیئے مجھے خیال آیا کہ یہ غیر ملکی یہاں میرا مہمان ہی ہے۔ ہماری تو ساری دنیا مہمان ہے تاہم میں اس کے نوٹ کی بجائے اپنے نوٹ پر دستخط کر دیتا ہوں۔ چنانچہ میں نے اپنی جیب سے ایک نوٹ نکالا اور اس پر دستخط کر کے اسے پکڑا دیا۔ یہ تو بالکل غیر معمولی بات تھی۔ پھر کھڑا ہوا اور میں نے اس بچے کو گلے لیا اور اس کو پیار کیا۔ ان کے جہاز نے پہلے جانا تھا۔ اور جب اعلان ہوا کہ اس ہوائی جہاز کے مسافر ہوائی جہاز میں آ کر بیٹھ جائیں تو وہ کھڑے ہوئے۔ اور میرے پاس آ گئے میں بھی کھڑے ہو کر ان سے ملا۔ اس وزیر کا یہ حال تھا کہ میرا شکریہ ادا کرتے ہوئے اس کے ہونٹ پھڑپھڑا رہے تھے۔ وہ اتنا جذباتی ہوا ہوا تھا۔ اس نے کہا ہم آپ کے

زیرِ احسان اور بہت زیادہ ممنون

ہیں پتہ نہیں اور کیا کچھ کہہ رہا تھا اور میری آنکھیں مارے شرم کے جھک رہی تھیں میں دل میں کہتا تھا میں نے تمہیں کیا دیا ہے اسلام کا ایک چھوٹا سا تحفہ ہی ہے نا جو میں نے تمہیں دیا ہے۔ لیکن اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ سوچ بھی نہیں سکتے کہ کوئی ایسا شخص بھی دنیا میں ہے جو ہمارے بچوں کو اسیطرح پیار کر سکتا ہے مگر اللہ تعالیٰ نے ایک شخص نہیں ایک قوم پیدا کر دی ہے۔ جو ان کے بچوں، بڑوں، بوڑھوں اور جوانوں سے پیار کر رہی ہے۔ اور یہ ذمہ داری ہم پر عائد ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے نباہنے کی ہمیں توفیق عطا کرے۔ ویسے میں یہ فقرہ کہنے پر خود کو مجبور پاتا ہوں کہ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے محبوب ترین روحانی فرزند کی پیاری جماعت اللہ تعالیٰ کا آپ پر سلام ہو بے حد قربانی کرنے والی ہے۔ جب میں افریقہ سے واپس انگلستان آیا تو میری طبیعت میں بڑی بے چینی اور گھبراہٹ تھی اور یہ بے چینی اس وجہ سے تھی کہ کوئی حصہ جماعت کا کہیں کمزوری نہ دکھا جائے۔ میں پہلے بتا چکا ہوں کہ پانچواں ملک گیمبیا تھا۔ جب میں اس ملک کا دورہ کر رہا تھا تو اللہ تعالیٰ کا

مجھے یہ منشا معلوم ہوا کہ

کم از کم ایک لاکھ پونڈ

فوری طور پر ان ملکوں میں غلبہ اسلام کے لئے خرچ کرو۔ ویسے تو جب اللہ تعالیٰ کا منشا ہوتا ہے تو وہ جنرل جاتی ہے بعض دفعہ منہ سے کوئی فقرہ نکل جائے تو اس کو بھی اللہ تعالیٰ اپنے عاجز اور حقیر بندے کی عزت رکھنے کے لئے اس کی بات پوری کر دیتا ہے لیکن پھر بھی خطرہ تو رہتا ہے کہ کوئی حصہ جماعت کا کمزوری نہ دکھا جائے مگر میں بڑا خوش ہوا۔ انگلستان میں ہماری چھوٹی سی جماعت ہے۔ بچوں سمیت ان کی تعداد شاید پانچ دس ہزار ہی ہوگی۔ پہلے جمعہ کے دن اور پھر اتوار کو میں عموماً طور پر قریباً پونے دو گھنٹے یا دو گھنٹے ان کے پاس بیٹھا ہوں۔ اس دوران

۲۸۰۰۰ ہزار پونڈ کے وعدے

اور ۰۰۰ ۵ ہزار پونڈ نقد جمع ہو گئے جس کو وہیں میں نے "نصرت جہاں ریزرو فنڈ" کا نام دے کر تمام جو ہماری مدت ان سے تھیلہ وہ کھلوا کر جمع کروا دیا۔ اور جو بات میرے منہ سے نکلی وہ یہ تھی کہ قبل اسکے کہ میں انگلستان چھوڑوں دس ہزار سے زائد رقم اس میں جمع ہونی چاہیئے۔ ہمارے وہاں کے جو عہدیدار ہیں امام رفیق سمیت ان کو یہ یقین تھا کہ یہ ہو ہی نہیں سکتا۔ اور اسی لئے انہوں نے مجھ سے کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ دس بارہ دن کے بعد آپ جا رہے ہیں یہ رقم بڑی ہے۔ جو دوست آپ کے سامنے آ کر بیٹھے اور جنہوں نے آپ کی باتیں سنی ہیں وہ تو انگلستان کی جماعت کا مشکل سے پانچواں یا چھٹا حصہ ہوں گے بڑی چھوٹی جماعت ہے آپ مجھے ایک ماہ کی مہلت دیں۔ میں انگلستان کی ساری جماعتوں کا دورہ کروں گا اور پھر امید ہے ایک مہینے میں یہ دس ہزار پونڈ جمع ہو جائیں گے۔ میں نے مسکرا کر انہیں کہا کہ میں آپ کو

ایک دن کی مہلت بھی نہیں دونگا

اور جب میں یہاں سے جاؤں گا تو انشاء اللہ دس ہزار پونڈ سے زیادہ کی رقم اس مد میں جمع ہو چکی ہوگی۔ آپ فکر نہ کریں۔ میں نے ان سے یہی کہا کہ جب اللہ تعالیٰ نے میرے منہ سے یہ نکلوایا ہے تو وہ آپ ہی اس کا انتظام بھی کرے گا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک چھوٹا سا فقرہ نظم میں کہا ہوا ہے کہ ؎

گھر سے تو کچھ نہ لائے

اللہ تعالیٰ کا کام ہے اسی نے توجہ اس

طرف پھیری ہے سال کا منشاء مجھے معلوم ہوا ہے اس لئے اس کا انتظام تو ہو جائے گا۔ جب میں نے انگلستان کی جماعت کو یہ تحریک کی جس کا ردّ عمل بڑا اچھا ہوا تو میں نے ان سے یہ بھی کہا کہ مجھے یہ فکر نہیں کہ میں تم سے یہ مطالبہ کر رہا ہوں وہ پورا ہوگا یا نہیں۔ کیونکہ مجھے یقین ہے کہ وہ پورا ہو جائے گا۔ میں نے آدمی بھی بھیجنے ہیں، ڈاکٹر بھی اور سکول ٹیچرز بھی، مجھے یہ فکر نہیں کہ یہ آدمی کہاں سے آئیں گے کیونکہ خدا کہتا ہے کہ وہاں آدمی بھیج، میں نے تو انسان کو پیدا نہیں کیا۔ اُسی نے انسان پیدا کئے ہیں وہ آپ ہی اس کا بھی انتظام کرے گا۔ لیکن جس چیز کی مجھے فکر ہے اور تمہیں بھی فکر کرنی چاہیئے وہ یہ ہے کہ محض قربانی دے دینا کافی نہیں ہوتا جب تک کہ اللہ تعالےٰ اس قربانی کو قبول نہ کرے۔

سعی مشکور ہونی چاہیئے

خالی قربانی پیش کر دینا تو کسی کام کا نہیں حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں بڑی تفصیل سے یہ بات بیان ہوئی ہے کہ سینکڑوں آدمیوں کی قربانی جو وہ دے چکے ہیں۔ جب ثواب دینے کا وقت آتا ہے تو اللہ تعالےٰ اس قربانی کو اٹھا کر ان کے منہ پر مارتا ہے کہ تمہارے اندر فلاں کمزوری تھی ریاء تھا تکبر تھا توحید پر پورے طور پر قائم نہیں تھے۔ میں نے تمہارے مال کو کیا کرنا ہے کوئی چیز تمہاری قبول نہیں۔

پس میں نے وہاں اپنے دوستوں سے کہا کہ تم اس کی فکر کرو کہ اللہ تعالےٰ تمہاری قربانیوں کو قبول کرے۔ میں دعا کروں گا اپنے لئے بھی اور تمہارے لئے بھی تم بھی دعائیں کرو۔ پھر مجھے اور فکر پڑ گئی گو ایک لحاظ سے تسلی بھی تھی۔ بہر حال امام جماعت کو فکر تو رہتی ہے کہ جماعت کے کسی حصے میں بھی کمزوری نہ واقع ہو جائے۔ اب میں نے پاکستان میں آنا ہے اور یہاں میں یہ تحریک کرنا چاہتا ہوں البتہ ہو کہ پاکستان کے کسی حصے میں کوئی کمزوری نظر نہ آئے۔ چنانچہ آپ کے پاس اخبار الفضل پہنچا ہوگا۔

اللہ تعالےٰ نے اپنا فضل کیا ہے

گذشتہ دن میں سترہ لاکھ کے وعدے اور دو لاکھ سے اوپر نقد جمع ہو گیا ہے ان وعدہ جات میں سے پنجاب میں جسے پانچ دو بھی کہتے ہیں یعنی ۱/۲ کی فوری ادائیگی کرنی ہے اور فوری سے میری مراد نومبر تک ہے۔ جیسا کہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ ۱/۲ سے کہیں زیادہ نومبر سے پہلے پہلے انشاء اللہ جمع ہو جائے گا۔ لیکن اس کے باوجود جماعت کا یہ نہایت شاندار رویہ ہے یعنی جب آپ اس چیز کو غیر کے سامنے بیان کریں تو پہلے تو وہ اس کا اعتبار ہی نہیں کرے گا اور وہ کہہ دے گا کہ آپ یونہی گپ مار رہے ہیں۔ اور جب اعتبار کرے گا تو حیران ہوگا۔ اس کی سمجھ میں بھی نہیں آئے گا کہ یہ کیا ہو گیا ہے کیا دنیا میں ایسا بھی ہوا کرتا ہے اسلام کے نام پر ایسا ہونے لگ گیا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب دعوےٰ کیا تو مسلمانوں میں سے آپ کے ساتھ وہ لوگ شامل ہوئے تھے جنہوں نے اس کی خاطر کبھی ایک دھیلا بھی نہیں دیا تھا۔ پھر جب وہ احمدی ہو گئے انہوں نے شروع میں آنہ ماہوار دینا شروع کیا۔ کسی نے چار آنے ماہوار دینے شروع کئے۔ کہنے کو تو ایک آنہ یا چار آنے کوئی چیز نہیں۔ لیکن اگر یہ دیکھا جائے کہ اس سے دلوں میں

ایک عظیم انقلاب بپا ہو گیا

کہ ساری عمر میں کبھی ایک آنہ نہیں دیا تھا۔ لیکن اب ایک آنہ دینا ماہوار دینا شروع کر دیا۔ ساری عمر میں کبھی جوتی نہیں دی تھی اور اب ہر مہینے جوتی دینی شروع کر دی۔ تو اس کی اہمیت بہت بڑھ جاتی ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس عظیم انقلاب کو نمایاں کرنے کے لئے اور اق کے لئے دعاؤں کے دروازے کھولنے کی خاطر اپنے ان صحابہؓ کا نام اپنی کتابوں میں لکھ دیا۔ آپ کتابیں پڑھیں تو آپ کو پتہ لگے گا کسی نے آنہ دیا کسی نے جوتی دی اور کسی نے اٹھنی دی اور کتابوں میں ان کا نام درج ہے۔ قیامت تک جب احمدی ان کتب کو پڑھیں گے تو ان کے لئے دعائیں کریں گے۔ مگر پھر یہی لوگ تھے کہ جب ایک وقت آیا وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت میں بیٹھے اور انہوں نے آپ سے روحانی تربیت حاصل کی تو انہوں نے بعض دفعہ اپنی ساری جائداد آپ کے قدموں پر لا کر ڈال دی کہ یہ لیں۔

خدا کی راہ میں خرچ کرنیکی ضرورت

ہے تو آپ اسے قبول کریں۔ یہاں ایبٹ آباد میں ایک دوست نے بتایا کہ ان کے حلقہ میں ایک صاحب ہیں انہوں نے ساری کتابیں پڑھ لی ہیں۔ وہ کہتے ہیں ہر بات مانتا ہوں پر میں نے بیعت نہیں کرنی کیونکہ اگر میں نے بیعت کر لی تو تم مجھ سے چندہ لینے لگ جاؤ گے۔ میں نے ان سے کہا کہ یا وہ یہ بات سچ کہتے ہیں کہ ان کے دل میں احمدیت کی صداقت گھر کر گئی ہے مگر وہ پیسے دینے سے گھبراتے ہیں اور یا وہ آپ سے مذاق کر رہے ہیں دونوں میں سے ایک بات ضرور ہے میں آپ کو اجازت دیتا ہوں آپ ان سے کہیں کہ یہ بیعت فارم ہے اور اس کے اوپر دستخط کر دیں۔ خواہ ایک پیسہ مہینہ مقرر کر دیں۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ اگر وہ مذاق کر رہے ہیں تو پتہ لگ جائے گا اور

غلط فہمی دور ہو جائے گی

اور اگر مذاق نہیں کر رہے اور یہ کہتے ہیں سنجیدہ ہیں تو پھر وہ ایک پیسہ یا ایک آنہ لکھوا دیں گے۔ وہ اچھے پیسے کما رہے ہیں یعنی درمیانہ درجے کے۔ بہت زیادہ امیر تو نہیں۔ بہر حال درمیانہ درجے کے ہیں ہمارے جو یہاں سیکریٹریٹ میں بڑے کلرک وغیرہ ہیں اتنی تنخواہ وہ لے رہے ہیں۔ میں نے کہا آج پیسہ یا آنہ مہینہ دیں گے تو کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ جب وہ احمدیت میں روحانی طور پر تربیت پائیں گے اور احمدیت کے رنگ میں رنگے جائیں گے تو پھر وہ وقت اُن پر بھی آسکتا ہے جیسا کہ صحابہؓ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر آیا تھا کہ وہ کہیں یہ لیں سارا مال اسے خدا کی راہ میں خرچ کر دیں۔ اب دیکھیں کیا ہوتا ہے آپ یہ دعا کریں کہ بجائے اس کے کہ وہ پیچھے ہٹیں وہ پیسہ لکھوا کر بیعت فارم پر دستخط کر دیں۔

پس ہمیں یہاں پاکستان میں ایسے جائزے لیتے رہنا چاہیئے۔

یہ امیر جماعت کا فرض ہے

کہ وہ دیکھے کہ ہماری جماعت کی کوئی پاکٹ کمزوری دکھانے والی تو نہیں۔ ویسے تو بحیثیت مجموعی سترہ دن میں سترہ لاکھ کے وعدے اور دو لاکھ کے اوپر نقد رقم کا جمع ہو جانا تسلی بخش ہے جبکہ یہ آواز ابھی ایک دیہاتی جماعتوں تک پوری طرح نہیں پہنچی۔ جن میں احمدیت کی اکثریت ہے اور ان کے لئے ابھی موقعہ بھی نہیں کیونکہ وہ گندم تو بیچ باچ کر ختم کر چکے ہیں اور خریف کی فصلوں کا وقت ابھی آیا نہیں۔ فوری ادائیگی کے لئے نومبر تک کی مدت مقرر کرنے کی وجہ یہ بھی تھی کہ بعض دوستوں نے کہا کہ زمینداروں کو اس وقت ادا کرنے میں سہولت رہے گی۔ بہر حال طل یہ پروگرام ہے کہ جماعت احمدیہ کو اس طرح منانی کہ ۶۲ سال احمدیت کی خلافت پر گذر رہے ہیں۔

۶۲ لاکھ روپے جمع ہو جائیں

خدا کرے کہ ایسا ہی ہو جائے۔

جس طرح یہاں کی رپورٹیں بڑی خوش کن ہیں اسی طرح وہاں کی رپورٹیں بھی بڑی حسین ہیں۔ میں نے بتایا ہے کہ سکوتر کے گورنر نے حکم دے کر ۴۰۔۴۰ ایکڑ زمین ہمارے سکولوں کے لئے دی ہے۔ اس کے علاوہ ہسپتال کھولنے کے لئے (جس کو وہاں ہیلتھ سنٹر کہتے ہیں) بکی زگ تعاون کر رہے ہیں۔ غانا کے ایک علاقہ کے چیف نے زمین کا ایک بہت بڑا قطعہ دیا ہے۔ جس میں ایک کافی بڑی عمارت بنی ہوئی ہے جو ہسپتال کے طور پر استعمال کی جا سکتی ہے۔ اس نے کہا کہ یہ لے لو اور یہاں ڈاکٹر بھیجو۔ اسی طرح اس دورہ کے بعد پڑھے لکھے لوگوں کو احمدیت کی بڑی توجہ ہو گئی ہے۔ نائیجیریا میں آبادان جو کہ بہت بڑا مسلم ٹاؤن ہے اس کی آبادی دس بارہ لاکھ ہے اور ۹۵ فیصد سے زیادہ مسلمان ہیں۔ اس کے قریب اس عرصہ میں

۱۲ نئی جماعتیں قائم ہو گئی ہیں

انہوں نے آبادان میں ہماری جماعت کے صدر کو جو ذریقی ہیں خود بلایا کہ اس علاقے کے مختلف قصبوں کے لوگ فلاں وقت اکٹھے ہوں گے وہ آپ سے تبادلہ خیالات کرنا چاہتے ہیں چنانچہ وہاں دو تین گھنٹے کے تبادلۂ خیالات کے بعد ان تیرہ قصبوں کے ۸۰ آدمیوں نے بیعت کر لی۔

وہاں احمدیت کی طرف بڑا رجحان پیدا ہو گیا ہے۔ اور بھی کئی جگہ سے رپورٹیں آتی ہیں مثلاً سیرالیون میں بھی پانچ نئی جماعتیں قائم ہو گئی ہیں یہ بھی رپورٹ آئی ہے کہ نارتھ کے علاقے میں بہت توجہ پیدا ہو گئی ہے اب وہاں بھی بہت سی نئی جماعتیں قائم ہو جائیں گی۔ وہاں وہی کچھ ہو رہا ہے اللہ تعالےٰ نے جس طرح یہاں شروع میں کیا تھا۔ اب تو ہم اسلام آباد میں بھی ماشاء اللہ بہت احمدی بیٹھے ہیں بدر کے وقت مسلمانوں کی جو تعداد تھی دشمن اسلام کرنے والوں کی اس سے زیادہ ماشاء اللہ صرف اسلام آباد کی تعداد ہے۔ لیکن شروع میں پہلے ستمدار اس طرح کی اور یہ

اللہ تعالیٰ کی سُنّت

معلوم ہوتی ہے کہ کہیں ایک گھر احمدی ہو گیا کہیں دو گھر احمدی ہو گئے۔ پھر انہوں نے ماریں کھائیں۔ انہیں جوتیاں پڑیں۔ گالیاں دی گئیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ہر قسم کی آگ میں سے گذارا۔ اور جو آگ ان کے لئے جلائی جاتی تھی ان کے کان میں اللہ تعالیٰ کی یہ پیاری آواز آتی تھی کہ آگ سے ہمیں مت ڈراؤ۔ آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے غرض حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے محبوب ترین روحانی فرزند کے غلاموں کو سینکڑوں بلکہ لاکھوں دفعہ آگ میں سے گزرنا پڑا اور وہ آگ ان کے لئے پھول بن گئی۔ ان کے جلانے کا باعث نہیں بنی۔

وہاں مجھے ایک دن خیال آیا۔ میں نے سیرالیون کا نقشہ سامنے رکھا اور وہاں ہمارے دو تین مبلغ ہیں ان سے میں نے کہا کہ جہاں جہاں احمدی ہیں وہ جگہیں مجھے بتاؤ تاکہ میں نقشے پر نشان کروں چنانچہ انہوں نے سر جوڑا۔ کوئی آدھے پونے گھنٹہ کے بعد انہوں نے مجھے مختلف جگہوں کے نام بتائے۔ میں نے ان پر نشان لگا دیئے۔ اور اس کے گھنٹے دو گھنٹے بعد جماعت سے ملاقات تھی۔ میں ان سے پوچھتا تھا

آپ کہاں کے رہنے والے ہیں

اگرچہ سارے نام تو حافظے میں یاد نہیں رہ سکتے تھے کچھ نام بھی غیر ملکی تھے۔ لیکن میں نے اندازہ لگایا کہ یہ مبلغ ایسی جماعتوں کے نام بتا رہے ہیں جو مبلغوں نے مجھے نقشے پر نہیں بتائے تھے اور پھر یہ جماعتیں یوں بکھری ہوئی ہیں جس طرح ہزار فٹ کی بلندی سے گندم کے دانے ہوائی جہاز سے پھینکے جائیں تو وہ مختلف جگہوں میں بکھر جاتے ہیں۔ اسی طرح وہاں ہماری جماعت بھی بکھری ہوئی ہے۔ بالکل باسڈرنگ یوں ہر جگہ ایک چکر لگا ہوا ہے جماعتوں کا کہیں کم ہیں اور کہیں زیادہ ہیں۔ لیکن ہر جگہ پہنچے ہوئے ہیں۔ اب غانا میں وہاں کی ہماری بڑی مخلص پگڑیاں پہننے والی جماعت ہے وہ جماعت احمدیہ کی وجہ سے پگڑیاں نہیں پہنتے بلکہ اس علاقے میں پہلے پگڑیاں پہننے کا رواج ہے۔ بلکہ ہماری طرح وہ طرہ دار پگڑیاں پہنتے ہیں۔ وہاں ہمارا غانا کا ایک ٹریننگ سکول بھی ہے اور اس جماعت نے سکول کے لئے زمین کا ایک بہت بڑا قطعہ بھی دیا ہے۔ میں نے ان کو لکھا ہے کہ میں کلینک بھی بنواؤں گا اس کے لئے مجھے رپورٹ کرو۔

اب یہ حالات ہیں۔ بعض دفعہ میں اس وجہ سے پریشان ہو جاتا ہوں۔ یہ پریشانی میرے لئے ہے اس کے بغیر چارہ نہیں ہے۔ ویسے اللہ تعالیٰ کے وہاں بھی فضل دیکھے یہاں بھی فضل دیکھے۔ آپ کے دلوں کو بھی اللہ تعالیٰ نے یوں اپنے قبضہ میں لیا اور اپنی ضرورت کو پورا کرنے کے سامان پیدا کر دیئے۔ پریشانی اس طرح ہوتی ہے کہ ہماری بات ہمارے جماعت وہاں پہنچنے میں بعض دفعہ مہینہ لگ جاتا ہے اور وہاں بہت ساری جگہوں میں پتہ ہی نہیں ہوتا کہ مثلاً پاکستان اور انگلستان میں کیا ہو رہا ہے۔ وہ مجھے ڈر ڈر کے لکھتے ہیں کہ یہاں فلاں جگہ بھی ہسپتال کھل سکتا ہے فلاں جگہ بھی سکول کھل سکتا ہے آدمیوں کا انتظام اور پیسہ اور وہ۔ انہیں یہ خیال ہے شاید پیسے نہ ہوں انتظام نہ ہو سکے۔ شاید آدمی میسر نہ آئیں۔ میں انہیں خط لکھ رہا ہوں۔ پتہ نہیں کتنے دنوں کے بعد انہیں پہنچتا ہے ہمارے اپنے بعض خطوط ۲۰ - ۲۵ دن تک بھی وہاں نہیں پہنچے تھے بعد میں چکر لگا کر ہمارے پاس یہاں پہنچے ہیں ان کو میں نے لکھ بھیجا ہے کہ میرے پاس سب کچھ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے روپیہ بھی دے دیا ہے آدمی بھی دے دیئے ہیں۔ تم دوڑنے کی کوشش کرو اب چلنا ہمارے لئے کافی نہیں۔

اب دوڑنے کا وقت آگیا ہے

پس میں یہ چاہتا ہوں اور آپ سے بھی یہ توقع رکھتا ہوں کہ آپ بھی میری اس دعا میں اپنی دعاؤں کو شامل کریں گے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے یہ سامان پیدا کر دے کہ سال ڈیڑھ سال کے اندر کم از کم ۳۰ میڈیکل کلینک وہاں اُن ملکوں میں کھول دیئے جائیں اسلئے کہ میڈیکل سنٹر یا ہیلتھ سنٹر جو ہے وہ ہمارے کام کرنے کی دراصل بنیاد بنتا ہے۔ ہر ایک کلینک اوسطاً اڑھائی ہزار پونڈ سالانہ کما رہا ہے یعنی سارے اخراجات کے بعد اتنی سیونگ ہو رہی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جس ملک میں ہمارے چار سنٹر ہیں وہاں دس ہزار پونڈ کی سیونگ ہوتی ہے پھر ہمیں یہ فکر نہیں رہتی کہ دنیا کے حالات بدل رہے ہیں۔ بہت سارے ملکوں نے آزادی دی تھی کہ اس ملک کی کرنسی جہاں اور جتنی مرضی ہو باہر بھیج دو مگر اب وہ پابندیاں لگا رہے ہیں۔ ہو سکتا ہے ایک اور عالمگیر جنگ جو اس وقت Horizon (ہرائزن) پر نظر آ رہی ہے اس کی وجہ سے کوئی ایسا وقت آ جائے کہ ہم باہر سے ایک پیسہ بھی وہاں نہ بھجوا سکیں اس لئے ان ملکوں میں ہماری آمد کے ذرائع پیدا ہونے چاہئیں اور یہ تو

ہم خرما و ہم ثواب والی بات ہے

ہم ان کی خدمت بھی کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہمیں یہ پیسے بھی دیتا ہے اور ان کو بھی پتہ ہے کہ ہم نے یہ پیسے باہر لے کر نہیں جانے ان کے ملکوں میں ہی خرچ کر دیں گے۔ پس وہاں مبلغوں کی تنخواہیں ہیں اور وہاں کے سکولوں کے ابتدائی اخراجات ہیں کیونکہ وہاں کے سکول پہلے دو سال ہی خرچ مانگتے ہیں پھر وہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہو جاتے ہیں۔

ہاں ایک چیز رہ گئی ہے اور وہ بھی بڑی ضروری ہے اور بڑی عجیب ہے میں نے ان کے معاشرہ کی جو خصوصیات دیکھیں ان میں نے یہ بھی دیکھا اور

میں یہ دیکھ کر بڑا خوش ہوا

کہ ان ملکوں کی حکومتوں کو اپنے سکولوں کو بہتر سے بہتر بنانے کی طرف بے انتہا توجہ ہے۔ میں بغیر کسی مبالغہ کے کہہ سکتا ہوں کہ جتنی توجہ وہ اپنے سکولوں کی طرف دیتے ہیں اس کا سواں حصہ بھی ہمارے ملک میں سکولوں کی طرف نہیں دیا جا رہا۔ وہاں ہمارے اپنے سکول ہیں۔ میرا خیال ہے کہ ۹۹ فی صد پاکستان کے گورنمنٹ کالجز کی لیبارٹریز اتنی اچھی Equipped (سامان سے آراستہ) نہیں جتنی اچھی وہاں ہمارے ہائر سکنڈری سکولز کی لیبارٹریز ہیں۔ سارا خرچ حکومت دیتی ہے اور پھر ہمیں اپنی پالیسی چلانے کی بھی اجازت ہے۔ سکولوں کے سٹاف کی ساری تنخواہیں حکومت دے رہی ہے۔ مثلاً

سیرالیون میں ہمارے چار سکول ہیں

(اور جگہوں پر بھی ہیں) ان چاروں سکولوں کے سارے سٹاف کی تنخواہیں حکومت دیتی ہے اور اب وہ بعض دفعہ عیسائی ٹیچرز بھی منظور کر دیتے ہیں مگر تربیت کے لحاظ سے، دینیات پڑھانے کے لحاظ سے ہماری پالیسی چل رہی ہے۔ مثلاً فری ٹاؤن کے سکول کے اساتذہ میں میرے خیال میں پانچ چھ غیر احمدی ہیں۔ میں نے پتہ نہیں لیا ان میں کوئی عیسائی بھی ہے یا نہیں البتہ کلاس میں تین چار عیسائی بھی ہیں۔ لیکن اس کے باوجود ہمارے فری ٹاؤن کے سکول کی آخری کلاس جو ۲۷ لڑکوں پر مشتمل تھی جب امتحان پاس کر کے نکلی تو ساروں کے ساروں نے بلا استثناء بیعت فارم پر دستخط کئے اور اپنے سرٹیفکیٹ لے کر گھروں کو چلے گئے۔ پس پیسے وہ خرچ کر رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے کام ہمارے کئے جا رہا ہے۔ لیکن یہ تو علیحدہ معاملہ ہے اس پر شاید یہاں سمجھ آنے میں کچھ دیر لگے اللہ تعالیٰ ان کو سمجھ عطا کرے لیکن یہ کہ سکول اچھا ہو، سٹاف اچھا ہو۔ اس طرف ان کو توجہ ہے۔ اسی وجہ سے

ایک وزیر ہمارے پرنسپل کو کہنے لگے

کہ لوگ ہماری بوٹیاں نوچ رہے ہیں کہ اس سکول کو کہو کہ زیادہ لڑکوں کو داخل کرے کیونکہ وہ اپنے لڑکوں کو کسی اور سکول کی بجائے وہاں داخل کروانا چاہتے ہیں۔ ہوا یہ تھا کہ حکومت نے یہ قانون بنایا کہ کسی ہائی سکول میں جو کہ پانچ سالہ کورس کا ہے یعنی ہائر سکنڈری سکول ہے۔ ۳۵ یا ۳۶ سے زیادہ لڑکے داخل نہیں کئے جائیں گے۔ چنانچہ اس کا اعلان کر دیا گیا لوگوں نے شور مچایا کہ ہمارا یہ قانون احمدیہ سکولوں پر لاگو نہ کیا جائے چنانچہ حکومت کو یہ اعلان کرنا پڑا کہ ہمارا یہ قانون احمدیہ سکولوں پر نہیں لگے گا۔ اور معتبر روایت ہے تقریباً ساڑھے تین سو کی اور فری ٹاؤن کے ہیڈ ماسٹر پر زور دے رہے ہیں کہ اس Admission (داخلہ) کے وقت جو غالباً یہاں کی طرح ستمبر اکتوبر میں ہوتی ہے ساڑھے چھ سو لڑکا داخل کرو ورنہ لوگ ہمیں تنگ کریں گے اور اس کے لئے انتظام کرو۔ سٹاف جتنا چاہیے وہ لو اور کمرے بنوانے کی ضرورت ہو تو کمرے بنواؤ۔ پیسے تو وہاں کی حکومت ہی دیتی ہے یا جو ہم Surplus بچت کرتے ہیں وہ وہاں لگا دیتے ہیں لیکن اس کا بہت بڑا بار جو ہے وہ حکومت خود اٹھا رہی ہے یعنی ہمارا اپنا سکول ہے۔

ہم وہاں تبلیغ کر رہے ہیں

اور وہاں اسلام کے غلبہ کے لئے نوجوان نسل کو تیار کروا رہے ہیں۔ خرچ حکومت دے رہی ہے ساتھ ممنون بھی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ ہمارے ماڈل سکول ہیں۔

ایک پیراماؤنٹ چیف (یعنی علاقے کا رئیس آپ سمجھ لیں) نے بچہ پڑھتا نہیں ہوگا اسے کہا کہ اگر تم مڈل میں اچھے نمبر لے کر پاس ہو گئے تو تمہیں ہائر سکنڈری سکول میں داخل کروا دوں گا۔ اسی سال کی بات ہے،

اس نے امتحان دیا ہوا ہے ابھی نتیجہ نکلا ہے یا نہیں ایک دن وہ اپنے باپ سے کہنے لگا کہ ابا آپ کو یاد ہے آپ کا مجھ سے وعدہ ہے کہ اگر میں اچھے نمبرے کر پاس ہو گیا تو آپ مجھے ہائر سکنڈری سکول میں تعلیم دلائیں گے۔ انہوں نے کہا ہاں! مجھے یاد ہے کہنے لگا کہ پھر یاد رکھیں میں احمدیہ میں داخل ہونگا۔ اور کسی سکول میں داخل نہیں ہونگا حالانکہ ہمارے سکول احمدیہ سکول نہیں کہلاتے بلکہ عام محاورے کے لحاظ سے قرض احمدیہ کہلاتے ہیں۔ اس کا یہ کہنا کہ میں احمدیہ میں داخل ہوں گا کسی اور سکول میں داخل نہیں ہوں گا۔ اس بات کی دلیل ہے کہ ہمارے سکولوں کی بڑی مقبولیت ہے۔ اگلی نسل کے دلوں میں بھی اور بڑوں کے دلوں میں بھی میں نے بتایا ہے کہ وہ بڑا مدر سفارشیں لے کر جاتے ہیں اور یہ نوجوان بھی

معاشرہ کے حسین ہونیکی دلیل

ہے یعنی ایک وزیر اور سکول کے ایک پرنسپل میں کوئی فرق نہیں۔ یہاں تو میرے خیال میں کسی وزیر صاحب کے پاس جانا آسان نہیں اب تو مارشل لاء ہے سول حکومت آئے گی تو دیکھیں گے وہ کیا کرتی ہے پہلی سول حکومتیں تو یہی کیا کرتی تھیں کہ وہ سکول کے ہیڈ ماسٹر کو ملاقات کا وقت تو کیا بڑے اچھے اچھے کالجوں کے پرنسپل کو بھی ملنے کے لئے کئی دن دھکے کھانے پڑتے تھے۔ یہ ہماری تصویر ہے اور ان کی تصویر یہ ہے کہ وزیر سکول میں آرہا ہے اور سفارش لے کر آ رہا ہے کہ لڑکے کو ضرور داخل کرنا ہے اور ایک دو نہیں بلکہ ایک ایک دن میں چھ چھ وزیر آ رہے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کو کوئی جھجک نہیں۔ بڑے سادہ معاشرہ میں زندگی گزار کے دن گذار رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں مبارک کرے اور بھی زیادہ سادگی پیدا کرے وہاں کبھی بھی بڑے اور چھوٹے کا فرق پیدا نہ ہو۔

غرض ان ملکوں میں حکومت کو سکولوں کی طرف بڑی توجہ رہتی ہے

میں نے گیمبیا میں

ان کے معاشرہ کے لحاظ سے اپنے ایک دوست سے کہا کہ یہاں کے وزیر تعلیم جو وزیر صحت بھی ہیں انہیں میرے پاس لے کر آؤ میں نے ان سے باتیں کرنی ہیں۔ خیر وہ آ گئے۔ میں ان سے کہوں کہ میں نے پہلے یہاں میڈیکل سنٹرز کھولنے ہیں کیونکہ میرے ذہن میں تو یہ تھا کہ یہاں مجھے آمد کا ایک ذریعہ بنا دینا چاہیئے۔ لیکن وہ یہ کہیں کہ ہمارا ملک تعلیم میں بہت پیچھے ہے۔ آپ یہاں پہلے ہائی سکول کھولیں۔ اور ہائی سکول کھولنے پر پہلے سال چار پانچ ہزار پونڈ اپنے پاس سے خرچ کرنا پڑتا ہے۔ اس کے بعد حکومت مدد دینا شروع کر دیتی ہے میں نے انہیں کہا۔ دیکھیں! آپ میرے ساتھ تعاون کریں اور جیسا کہ ہم نے پروگرام بنایا ہے چار نئے میڈیکل سنٹرز یہاں کھلنے دیں اور اس سلسلہ میں ہمارے ساتھ پورا تعاون کریں اور میں آپ سے یہ وعدہ کرتا ہوں کہ اگر آپ نے ہمیں یہ سہولتیں دے دیں یعنی زمین اور ڈاکٹروں کے لئے انٹری پرمٹ تو ہم انشاء اللہ

ہر سال ایک نیا ہائی سکول

کھولتے چلے جائیں گے گیمبیا تعلیم میں اتنا پیچھے ہے کہ جب میں وہاں گیا تو مجھے خیال آیا کہ میں ان سے کہوں کہ وہاں یونیورسٹی نہیں۔ تم یونیورسٹی بناؤ لیکن نصف بارہ بانقسیم کریں گے۔ وزیر تعلیم ہنس پڑے۔ کہنے لگے کہ ہمارے ملک کی ٹوٹل پاپولیشن میں سے دسویں جماعت کے طلباء کی تعداد صرف ایک ہزار ہے۔ سارے ملک میں سے ایک ہزار لڑکا دسویں جماعت کے امتحان میں بیٹھتا ہے ہم یونیورسٹی کس برتے پر بنا سکتے ہیں۔ اسلئے پہلے آپ ہائی سکول کھولدیں میں نے ان سے کہا کہ وہ تو انشاء اللہ کھل جائیں گے۔ خدا کرے کہ ۸۔۱۰ سال کے بعد وہ ملک اس قابل ہو جائے کہ وہاں ایک یونیورسٹی اپنے پاؤں پر کھڑی ہو سکتی ہو۔ اور ہمیں ۵۰ فیصدی کا بوجھ حکومت کے کندھوں پر ڈالنے کی ضرورت پیش نہ آئے یہ بوجھ بھی خود ہی برداشت کریں اور وہاں ایک یونیورسٹی کھول دیں۔ اللہ تعالیٰ سے کوئی بعید نہیں

آپ الحمد للہ بہت پڑھیں

کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک حسین اور عظیم رنگ میں ایک چھوٹے سے منصوبہ کے لئے قربانی کرنے کی توفیق عطا کی ہے۔ اور دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ ان قربانیوں کو قبول فرمائے اور پھر یہ بھی دعا کریں کہ جو خوبصورت اور حسین شکل مجموعی طور پر پاکستان میں بنی ہے ہر شہر اور ہر قصبے کی وہی خوبصورتی قائم رہے ہمیں کسی جگہ بھی کوئی کمزوری نظر نہ آئے۔

بعض دفعہ راولپنڈی اور اسلام آباد مالی قربانی میں کمزوری دکھا جاتے ہیں میں نے بڑا غور کیا ہے اور بڑی دعائیں بھی کی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی حکمت یہ ہے کہ مجھے اس کی وجہ سمجھ نہیں آئی بڑی مخلص جماعت ہے۔ ہر طرح قربانیاں دیتی ہے کہیں کوئی خرابی ہے کہاں ہے؟ وہ میں pin point (پن پوائنٹ) نہیں کر سکا یعنی اس کے اوپر انگلی نہیں رکھ سکا۔ خدا کرے وہ کمزوری جہاں بھی ہے دور ہو جائے۔ ایک چیز تو یہ ہے ممکن ہے اسی کا اثر ہو کہ یہاں کے عہدیدار جماعت کو اپنے اعتماد میں نہیں لیتے۔

یہ بڑی سخت غلطی ہے

یہ ایک دو آدمیوں کا کام نہیں۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جیسا عظیم انسان تو نہ کبھی پیدا ہوا اور نہ پیدا ہو سکتا ہے۔ انہیں بھی اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کے دل میں بشاشت پیدا کرنے کے لئے یہ حکم دیا۔ "شَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ" (آل عمران آیت ۱۶۰) کہ مشورہ میں ان کو شریک کرو۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی ذات اپنے مقام اور اس زندہ تعلق کی وجہ سے جو آپ کو ہر وقت اپنے رب کے ساتھ تھا کسی اور کے مشورہ کی آپ کو ضرورت نہیں تھی۔ وہ علام الغیوب اور ہادی برحق ہر وقت آپ کو مشورہ اور ہدایت دیتا تھا سارا قرآن کریم یہی ہے۔ یہ ہمارا ہدایت نامہ ہے لیکن حکم یہی دیا

شَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ

اور

ایک اور بات میں آپ کو بتا دوں

مجھے اس کا بڑی شدت سے احساس ہے میں نے وہاں جب کمیٹی بنائی۔ "نصرت جہاں ریزرو فنڈ" کے اکاؤنٹ کو اوپریٹ کرنے کے لئے تو ان سے میں نے کہا کہ اس کمیٹی میں ایک نوجوان ضرور رکھوں گا۔ اگلی نسل کو یہ پتہ ہونا چاہیئے کہ ہماری بھی ذمہ داری ہے اور ہماری بھی contributions اور ڈکانٹری بیوشنز ہیں۔ صرف بڑوں کا یہ کام نہیں ہے۔ نوجوان نسل ساتھ شامل ہونی چاہیئے۔ چنانچہ اس مرکزی کمیٹی میں ایک نوجوان کو نامزد کر کے اس کا اعلان کر دیا تاہم یہ مستقل نہیں ہے ہر سال میں بدل دیا کروں گا تاکہ دوسرے نوجوان آگے آئیں۔ پھر ان کی عزت افزائی ہوگی اور کام کرنے اور ثواب کمانے کا موقع ملے گا۔

پس

جہاں جہاں بھی ہمارے نظام قائم ہیں

ان کو اس طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ نوجوانوں میں سے ۲۰ فیصدی کو اپنے شہروں میں اور دوسرے جماعتی کاموں میں شامل کریں ورنہ اگلی نسل کو یہ پتہ ہی نہیں لگے گا کہ ان کی ذمہ داریاں کیا ہیں اور انہیں کس طرح نبھانا ہے؟ ان ذمہ داریوں کو نباہ کر اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کے انعامات کس رنگ میں اور کن شکلوں میں نازل ہوتے ہیں۔ جن کے نتیجہ میں نسلاً بعد نسل خدا تعالیٰ کے فضلوں سے اپنے نوجوانوں کو متعارف کرواتے چلے جانا ہے۔ انسان اللہ تعالیٰ کے انعاموں سے تبھی متعارف ہوتا ہے جب وہ اللہ تعالیٰ کے لئے قربانی کرتا ہے اللہ تعالیٰ بڑا ہی پیار کرنے والا ہے۔ وہ جو خلوص نیت کے ساتھ اس کی راہ میں اپنے نفس کو پیش کرتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے پیار کو اس رنگ میں پاتے ہیں کہ انسانی دماغ اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا بیسیوں چیزیں ہیں کہ جنہیں ان نعمتوں کو حاصل کرنے والی بیان نہیں کر سکتا یعنی اس کو اجازت نہیں دی جاتی کہ وہ بیان کرے۔ اس رنگ میں اللہ تعالیٰ فضل کرتا ہے ضرورت کے وقت بعض چیزوں کو بتانا بھی پڑتا ہے لیکن ایسی بے شمار چیزیں ہیں کہ جن کے بتانے کی نہ ضرورت ہے اور نہ اجازت ہے۔ بہت ساروں کی اجازت نہیں ہوتی

—— پس

یہ جو ہماری نوجوان نسل ہے

اس کو اپنے جماعتی کاموں میں شامل کرو تاکہ یہ بھی اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے حصول میں شامل ہوں۔ ان کو پتہ لگے کہ قربانیوں میں کیا چیز؟ دنیا ہے کیا چیز؟ دنیا کے ہتھوڑے ہمیں ڈرا نہیں سکتے۔ کب اور کس نے یہ توفیق پائی کہ اللہ تعالیٰ کے منشا کے خلاف جماعت احمدیہ کو ہلاک کر دے؟ کسی نے بھی یہ توفیق نہیں پائی۔ اسی سال سے دنیا اکٹھی ہو کر ہمیں مٹانے کی کوشش کر رہی ہے۔ میں نے افریقہ والوں سے بھی یہ کہا اور وہ یہ سن کر بڑے خوش ہوئے کہ اسی سال سے ساری دنیا کی طاقتیں اکٹھی ہو کر اس ایک آواز کو خاموش کرنے کے پیچھے لگی ہوئی ہیں جو یکہ و تنہا تھی جب وہ آواز اٹھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی لیکن

دنیا اسے خاموش نہیں کر سکی

تمہاری آوازیں اس آواز کی بازگشت ہیں جو میں سن رہا ہوں۔ اس لئے میں خوش ہوں پس ایسا کبھی نہیں ہوگا ورنہ ہو سکتا ہے کہ وہ آواز خاموش کرا دی جائے۔

لیکن جو فرمودات خدا تعالے کے فضل نازل ہوتے ہیں وہ ہماری YOUNGER GENERATION (ینگر جنریشن) یعنی نوجوانوں کو معلوم ہونے چاہئیں کہ اس میں کیا لذت اور کیا سرور اور کیا مزہ ہے؟ تاکہ وہ ساری دنیا سے بے پرواہ ہو کر اور بے خوف ہو کر قربانیوں اور ایثار کے میدان میں آگے آئیں اور وہ کام انجام پائے جو مشروط طور پر ہوتا ہے کہ تم قربانی دو گے تو انعام ملے گا۔ ورنہ قرآن کہتا ہے کہ اللہ ایک اور قوم کو لائے گا جو ان نعمتوں کی وارث بنے گی یہ جو نعمتیں ایک خاص اندازہ کے مطابق اس رنگ میں اور اس شان کے ساتھ آج سے ۲۰ سال بعد ہمیں ملنی ہیں وہ نوجوانوں کی جوانی کے

جوش اور قربانی اور ایثار

کے نتیجہ میں ۲۰ سال کی بجائے دس سال کے بعد مل جائیں۔

اللہ تعالے ہمیں سمجھ اور عقل اور ذمہ داری کا احساس دے اور دعا کی توفیق دے اور ہے نفس اپنی جانوں کو اس کے حضور پیش کرنے کی طاقت دے اور جو چھوٹی سی قربانیاں تھوڑی تھوڑی سی ہم پیش کر رہے ہیں ان کو قبول کرے اور اپنی بشارتوں کے مطابق انکے نتائج نکالے۔ ان قربانیوں کے نتائج ان قربانیوں کے حجم کے مطابق نہ ہوں۔ بلکہ ان بشارتوں کے مطابق ہوں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ خدائے قادر و توانا نے ہم نے پائی ہیں خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔ میری طبیعت پر یہ اثر ہے۔ لندن میں بھی میں نے کہا تھا اور یہ کہنے پر مجبور ہو گیا تھا میں سوچتا ہوں تو میرے دل کی کیفیت یہ ہوتی ہے کہ ؎

گو کہو دیوانہ میں کرتا ہوں اس کا انتظار

غلبۂ اسلام کے دن مجھے HORIZN (افق) پر نظر آ رہے ہیں۔

یہ سورج انشاء اللہ طلوع ہو گا

اور نصف النہار پر پہنچے گا اور بہت جلد پہنچے گا لیکن اس سورج کی تپش کے ذریعہ سے گناہ کی خنکی سے بچنے کے سامان اللہ تعالے پیدا کرے تبھی ہمیں فائدہ ہے۔ اور جو توانائی اس مادی دنیا کو سورج کی شعاعیں دے رہی ہیں روحانی دنیا میں ہمیں ان فیوض کا اہل پائے اور ہمیں اتنی ملیں کہ ہم حقیقتاً اور واقعہ میں صحابہ حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شامل ہو جائیں۔ جیسا کہ ہمیں وعدہ دیا گیا ہے۔

خطبہ ثانیہ کے دوران میں فرمایا۔

ایک تو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میں جمعہ اور عصر کی نمازیں جمع کراؤں گا۔ اور عصر کی نماز دو رکعتیں پڑھاؤں گا جو باہر سے دوست آئے ہوئے ہوں وہ قصر کریں۔ مقامی دوست جن میں راولپنڈی اور اسلام آباد دونوں شامل ہیں۔ وہ اپنی چار رکعتیں پوری کریں۔ دوسرے یہ کہ خدا معلوم کسی وجہ سے تین دن سے مجھے LOW BLOOD PRESSURE (لو بلڈ پریشر) کی پھر سے تکلیف ہو گئی ہے۔ ۱۰۸ سے ۱۱۰ تک خون کا دباؤ رہا ہے جس سے کافی تکلیف اور گھبراہٹ رہتی تھی۔ کل شام سے اللہ تعالے کے فضل سے افاقہ ہے۔ دعا کریں کہ اللہ تعالے صحت رکھے اور کام کرنے کی توفیق دے۔ اسی کی توفیق سے کام کیا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالے آپ پر بھی اور مجھ پر بھی اپنے فضل نازل فرمائے۔

آمین

ہفتہ قرآن مجید

۵ رجون تا ۱۲ رجون سنہ ۱۹۷۱ء

جملہ جماعتہائے ہندوستان کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالے بنصرہ العزیز کی اصولی ہدایت کے تحت ہر جماعت اپنے اپنے یہاں ۵ رجون تا ۱۲ رجون ہفتہ قرآن مجید منائیں ہر جماعت میں روزانہ مختصر اجلاس منعقد ہوں اور مندرجہ ذیل عنوانوں پر باری باری موزوں مقررین سے دس پندرہ منٹ کی تقاریر کروائی جائیں۔ جو جماعتیں مستورات کے علیحدہ جلسے کروائیں وہاں لجنات اماء اللہ ان کا اہتمام کریں۔ اور ہفتہ کے اختتام پر جماعتیں کارگذاری کی تفصیلی رپورٹیں نظارت ہذا میں بھجوائیں۔

تقاریر کے لئے عنوانات

۱- قرآن مجید کے فضائل ۲- قرآن مجید کی روحانی تاثیرات
۳- عبادات کے متعلق قرآن مجید کی تعلیم
۴- میاں بیوی کے حقوق قرآن مجید کی روشنی میں
۵- اطاعت نظام کے متعلق قرآنی ہدایات
۶- قرآن مجید کی رُو سے حقیقی مومن کی صفات

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

نوٹ:- مقررہ تاریخ سے قبل امید ہے کہ بدر میں بھی مقررہ عنوانات پر مختصر مضامین شائع کئے جائیں گے تا احباب ان سے مدد حاصل کر سکیں۔

(ایڈیٹر)

درخواستہائے دُعا

✱ —— میرے لڑکے سید ممتاز احمد ان دنوں اپنے پانچویں سال فائنل ایم بی بی ایس کا امتحان دے رہے ہیں۔

چونکہ یہ امتحان بے حد اہم اور سخت ہے لہٰذا میں اپنے عزیز احمدی بھائی اور بہنوں سے درخواست کرتی ہوں۔ نیز محترم بھائی درویشان کرام کی خدمت میں بھی گذارش ہے کہ اللہ تعالے انہیں اپنے تمام فضل و کرم سے نوازتے ہوئے امتحان کی ساری مشکلوں اور سخت منزلوں میں ان کا حامی و مددگار رہے اور ہر لمحہ حافظ و ناصر ہو۔ اور نمایاں کامیابی دے آمین۔ ناچیز رفیعہ قیوم پٹنہ بہار۔

✱ —— میری لڑکی عزیزی شوکت جہاں اس سال P U C کے امتحان میں شریک ہو رہی ہیں جس کی کامیابی کے لئے بزرگان سلسلہ عالیہ احمدیہ اور احباب کرام سے دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار مرزا عبدالعزیز بیگ پیرامبور مدراس

✱ —— میر جمال الدین صاحب بیمار ہیں جموں ہسپتال میں داخل ہیں ان کی کامل شفا یابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ ✱

✱ —— میرے دو بچے محمد اقبال اور منیر احمد نے اس سال کشمیر یونیورسٹی فرسٹ ڈویژن ٹی ڈی سی اور میٹرک کے امتحانات دیئے ہیں۔ احباب جماعت اور درویشان قادیان دونوں عزیزوں کی شاندار کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔

نیز عزیزم ڈاکٹر مظفر احمد کی صحت عرصہ سے ناساز چلی آ رہی ہے۔ ان کی صحت کے لئے بھی دعا کی درخواست ہے۔

ناچیز زینب بیگم والدہ عزیزان مذکور۔ نور آباد سرینگر

✱ —— جیب حادثہ میں خاکسار کے دائیں ہاتھ کے پہونچے کو چوٹ آئی ہے ایکسرے لیا گیا ہے۔ علاج جاری ہے۔ احباب سے جلد شفا یابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار محمد مبارک سیکرٹری مال جماعت تیاپور بدریہ شیلاپور

✱ (۱) مکرم محمد حفیظ صاحب شولاپوری اور محمد حنیف صاحب فائنل بی۔ اے اور پی یو سی کا امتحان دے رہے ہیں ان کی کامیابی کے لئے دعا کی درخواست (۲) مکرم عبدالقدیر صاحب ہیڈ ماسٹر کی اہلیہ صاحبہ کو آنکھ میں تکلیف ہونے کی وجہ سے آپریشن ہوا ہے آپریشن کامیاب ہونے کی اور شفا یابی کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

آل کشمیر احمدیہ کانفرنس سرینگر

بتاریخ ۲۸ر - ۲۹ر - ۳۰ر اگست سنہ ۱۹۷۱ء

احباب جماعتہائے احمدیہ کشمیر کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ امسال مورخہ ۲۸ر - ۲۹ر - ۳۰ر اگست سنہ ۱۹۷۱ء مطابق ۲۸ر - ۲۹ر - ۳۰ر ظہور ۱۳۵۰ھش بروز سنیچر وار۔ اتوار اور سوموار کو آل کشمیر احمدیہ کانفرنس کا انعقاد سرینگر میں ہوگا۔ لہٰذا جماعتیں ابھی سے اس کانفرنس کو کامیاب بنانے کے لئے تیاریاں کرنی شروع کر دیں۔ اللہ تعالے سے بھی دعائیں کرتے رہیں کہ مولا کریم اس کانفرنس کو ہر جہت سے کامیاب بنائے۔

اعلان خاکسار غلام نبی نیاز صدر آل کشمیر جلسہ کمیٹی

جماعتِ احمدیہ بمبئی کا تربیتی اجلاس

منعقدہ ۱۸ اپریل ۱۹۷۱ء

جماعتِ احمدیہ بمبئی کا پندرہ روزہ تربیتی اجلاس مورخہ ۱۸ اپریل ۱۹۷۱ء کو "الحق" بلڈنگ میں بعد نمازِ عصر زیرِ صدارت مکرم محمد بشیر خان صاحب نائب صدر بمبئی منعقد ہوا۔ تلاوت ونظم کے بعد مکرم سی منیر احمد صاحب۔ عزیزم رفیق احمد امینی۔ مکرم انوار احمد صاحب بی۔ اے مکرم پی۔ عبد المجید صاحب سیکرٹری تعلیم وتربیت۔ عزیزم عبد الشکور صاحب ہر ایک نے وفاتِ مسیح اور اجرائے نبوت پر تقاریر کیں۔ مکرم صدرِ اجلاس نے تاریخی لحاظ سے اس امر کی وضاحت فرمائی کہ حیاتِ مسیح کا عقیدہ مسلمانوں میں کیسے آیا۔ یہ عیسائیوں کی طرف سے آیا۔ جب ان میں اسلام پھیلا اور مسلمان حکمرانوں نے عیسائی عورتوں سے شادی کی۔ تو یہ عقیدہ بگڑی ہوئی شکل میں مسلمانوں میں بھی رائج ہو گیا۔

بالآخر خاکسار نے قریباً ایک گھنٹہ تقریر کی۔ اور عقیدہ حیات ومماتِ مسیح کی اہمیت اور اس کے دُور رس اثرات کو بیان کیا۔ اور بتایا کہ حیاتِ مسیح کے عقیدہ کے نتیجہ میں عیسائیت کو ترقی ملتی ہے مگر وفاتِ مسیح ناصریؑ کے عقیدہ کے نتیجہ میں اسلام کی حیات وفتح ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یورپ وامریکہ اور عیسائی دنیا میں ہماری تبلیغ کامیاب اور نتیجہ خیز ہے۔

اسی ضمن میں یہ بھی ذکر کیا کہ متی اور یوحنا جو حضرت مسیحؑ کے حواری تھے ان کی انجیلوں میں واقعۂ صلیب کے بعد حضرت مسیحؑ کے آسمان پر جانے کا قطعاً کوئی ذکر نہیں۔ البتہ مرقس اور لوقا جو حضرت مسیحؑ کے حواری نہیں بلکہ شاگردوں کے شاگرد ہیں اُن کی اناجیل میں واقعۂ صلیب کے بعد حضرت مسیح علیہ السلام کے آسمان پر جانے کا ذکر ہے۔ مگر عہد نامہ جدید کا اب جو نظرِ ثانی شدہ مستند نسخہ (REVISED STANDARD VERSION) امریکہ سے شائع ہوا ہے ان میں سے مرقس اور لوقا کی اناجیل سے وہ آیات نکال دی گئی ہیں جن میں واقعۂ صلیب کے بعد حضرت مسیح علیہ السلام کے آسمان پر جانے کا ذکر تھا۔ اور حاشیہ میں نوٹ دیا گیا ہے کہ پُرانے قلمی نسخوں میں یہ آیات نہیں پائی جاتیں۔ پس اناجیلِ اربعہ سے جب حضرت مسیح ناصریؑ کا آسمان پر جانا ثابت نہیں تو عیسائیوں کا اُن کی دوبارہ آمد کا انتظار کرنا فضول ہے۔

بعد دُعا اجلاس برخاست ہوا۔

والسلام

خاکسار: شریف احمد امینی

مبلغ انچارج صوبہ بمبئی

ضروری اطلاع

بعض مبلغین کو نئی جگہوں پر متعین کیا گیا ہے۔ اور بعض کے پتہ جات میں تبدیلی ہوئی ہے احباب جماعت کی آگاہی کے لئے ایسے پتہ جات درج ذیل ہیں:۔

(۱) مکرم مولوی محمد عمر صاحب مدراس۔

Ahmadiyya Muslim Mission
12, Zakariya Colony IV Street,
MADRAS - 24

(۲) مکرم مولوی سلطان احمد صاحب ظفر۔ مقام یاڑی پورہ ڈاکخانہ خاص۔ کولگام (کشمیر)

(۳) ،، مولوی حمید الدین صاحب شمس۔ بمقام کنی پورہ۔ ڈاک خانہ اشموجی۔ کولگام (کشمیر)

(۴) مکرم مولوی جاوید اقبال صاحب مبلغ جماعتِ احمدیہ بھدرواہ ضلع ڈوڈہ۔ (جموں)

احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو بیش از بیش نمایاں خدماتِ دینیہ بجا لانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ناظر دعوت وتبلیغ قادیان

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کا پیغام

اور

درویش فنڈ میں مخلصینِ جماعت کا والہانہ لبیک

یہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے کہ اس نے ہماری جماعت کے ہر فرد کے دل میں نظامِ خلافت کے لئے محبت اور خلیفۂ وقت کی اطاعت اور آپ کی ہر آواز پر والہانہ لبیک کا جذبہ بدرجۂ اتم پیدا کر دیا ہوا ہے۔ لازمی چندے تو خدا کے فضل سے ہماری جماعت کے تمام افراد دیتے ہی ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی جب کبھی دربارِ خلافت سے کسی طوعی تحریک کے لئے آواز آتی ہے۔ تو جماعت کے مخلصین بڑی محبت اور عقیدت کے ساتھ جذبۂ قربانی سے لبریز ہو کر آگے آتے ہیں۔ اور امامِ وقت کے قدموں میں اپنی جھولیاں خالی کر دیتے ہیں۔ ایسی بہت سی طوعی تحریکیں اس جذبۂ قربانی اور والہیت کی واضح مثالیں ہیں۔ تحریکِ جدید۔ فضلِ عمر فاؤنڈیشن فنڈ۔ نصرت جہاں ریزرو فنڈ وغیرہ۔

درویشوں کی مشکلات کے ازالہ کے لئے اور انہیں غیر معمولی مالی پریشانیوں سے بچانے کے لئے درویش فنڈ کی تحریک ایک عرصہ سے جاری ہے۔ اور یہ خوشی کا مقام ہے کہ احبابِ جماعت نے اس تحریک میں ہمیشہ فراخدلی سے حصہ لیا ہے۔ درمیانی سالوں میں یہ تحریک جب ذرا مدھم پڑ گئی تو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت کے احباب کے نام ایک خاص پیغام ۱۹۶۹ء میں ارسال فرمایا۔ یہ پیغام احباب کے پاس پہنچا تھا کہ احباب نے اپنے امام کی آواز پر زبانِ دل اور عمل سے لبیک کہا۔ اور خدا کے فضل سے ۱۹۶۹ء - ۷۰ میں اسی تحریک میں قریباً ۴۲ ہزار روپیہ وصول ہوا۔ اور پھر یہ حضور انور کے خاص پیغام کا ہی اثر ہے کہ ۱۹۷۰ء - ۷۱ میں اس تحریک میں ۶۰ ہزار روپیہ وصول ہو گیا۔ اور اس طرح جہاں احبابِ جماعت حضور انور کی دعاؤں کے مستحق ہوئے وہاں درویشوں کے دلوں سے بھی ان کے لئے دعائیں نکلیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے تمام ان بھائیوں اور بہنوں کو جزائے خیر بخشے جنہوں نے اس تحریک میں حصہ لیا ہے۔

اب نیا مالی سال شروع ہوا ہے۔ احبابِ کرام سے درخواست ہے کہ وہ اسی جذبہ کے ساتھ اپنی قربانیوں کا سلسلہ جاری رکھیں اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث ہوں۔

ناظر بیت المال (آمد) قادیان

منظوری قائدین مجالس خدام الاحمدیہ بھارت

مندرجہ ذیل مجالس خدام الاحمدیہ کے انتخاب قائدین کی ۳۰ اپریل ۱۹۷۳ء تک کے لئے منظوری دی جا چکی ہے۔ یہ دوسری قسط ہے۔ بقیہ مجالس خدام الاحمدیہ بھارت قائد کا انتخاب کر کے دفتر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان سے منظوری حاصل کر لیں۔

صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان

نمبر شمار	نام مجلس خدام الاحمدیہ	نام قائد منظوری ۳۰ اپریل ۱۹۷۳ء تک
۱۔	قادیان	مکرم مولوی محمد انعام صاحب غوری فاضل
۲۔	آسنور	،، ماسٹر نعمت اللہ صاحب لون
۳۔	پینگاڈی	،، ایم۔ کے۔ صدیق صاحب۔
۴۔	کرڈاپلی	،، محمد دریا صاحب۔
۵۔	چارکوٹ	،، عبد العزیز صاحب۔
۶۔	شموگہ	،، خضر محمود صاحب۔
۷۔	امروہہ	،، رئیس الدین صاحب۔
۸۔	کوریل	،، ناصر احمد صاحب۔

اللہ تعالیٰ ان سب احباب کو بہتر رنگ میں خدمتِ سلسلہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

جلسۂ مذاہبِ عالم

بقیہ صفحہ اوّل

حُسن اپنا ہی نظر آیا تو کیا آیا نظر
غیر کا حُسن جو دیکھے وہ نظر پیدا کر

کی تشریح کرتے ہوئے پیشوایانِ مذاہب کی تعلیمات بیان کرنے کے لئے جماعت احمدیہ کی سرگرمیوں کا ذکر فرمایا۔ آپ نے کہا کہ ہمارا بھارت مختلف مذاہب کی مارکیٹ ہے اور یہاں پر مذہب اور دھرم کی بڑی عزت اور اہمیت ہے۔ آپ نے قومی یکجہتی کے قیام کیلئے حکومت کی کوششوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ اس قسم کے جلسوں کے ذریعہ جب ہم دیگر مذاہب کی تعلیمات اور ان کے اُصول معلوم کرسکتے ہیں تو صحیح معنوں میں قومی یکجہتی قائم ہوسکتی ہے۔ اب وقت آگیا ہے کہ خلوصِ نیت سے اس کام کیلئے کوشش کریں۔ صرف نعروں سے مسائل حل نہیں ہوا کرتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیف "پیغامِ صلح" کی بنیاد پر آپ نے بعض اُصول بیان فرمائے۔

شکریہ

آخر میں مکرم محی الدین علی صاحب نے تمام مقررین اور سامعین کا شکریہ ادا کرتے ہوئے فرمایا کہ اس قسم کی تقریبوں اور جلسوں کی بنیاد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی نے رکھی تھی۔ اس وقت بھی علماء کی طرف سے ہم پر کفر کے فتوے لگا دیئے گئے تھے۔ لیکن آج تمام دُنیا نے اس کی ضرورت اور اہمیت کا اعتراف کر لیا ہے۔ یہ جماعتِ احمدیہ اور اس کے اصولوں کی کامیابی ہے۔

اس کے بعد ہمارا یہ جلسہ رات کے دس بجے نہایت شان و شوکت سے اختتام پذیر ہوا۔

ہال میں مختلف مذاہب کے ساتھ تعلق رکھنے والے لوگ تشریف لائے تھے۔ ہال کے باہر احمدیہ لٹریچر تقسیم کرنے کا عمدہ انتظام کیا گیا تھا۔

شہر میں تشہیر

اس جلسہ کے متعلق بڑے بڑے قدآور اشتہارات "مذاہب عالم کی پارلیمنٹ" کے عنوان پر تامل اور اُردو زبانوں میں شائع کرکے شہر کے تمام علاقوں میں چسپاں کئے گئے تھے۔ علاوہ ازیں تامل اور انگریزی زبانوں میں ہزاروں کی تعداد میں نوٹس شائع کرکے تقسیم کئے گئے تھے۔

اخبارات اور ریڈیو

اس جلسہ کے بارے میں مدراس سے نکلنے والے تمام انگریزی اور اُردو اخباروں میں اعلانات شائع ہوئے تھے۔ جلسہ کے بعد بھی یہاں کے کثیر الاشاعت تامل اخبار DINA MANI میں جلسہ کی رپورٹ شائع ہوئی۔

علاوہ ازیں آل انڈیا ریڈیو مدراس کے نمائندے ٹیپ ریکارڈر وغیرہ لے کر تشریف لائے اور ساری کارروائی ریکارڈ کر کے لے گئے۔

اس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہمارے اس جلسہ کی خوب تشہیر ہوئی۔ اور عمدہ رنگ میں جلسہ کا انعقاد ہوا۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے اچھے اور دُور رس نتائج پیدا فرمائے آمین۔

درخواستِ دُعا

میرے دو لڑکے میاں محمد کریم و محمد شمیم امسال بی۔ اے کا امتحان دے رہے ہیں۔ ان کی کامیابی کے لئے نیز میری اہلیہ کی آنکھ میں موتیا بند اور سبز موتیا بند کا آپریشن ہو چکا ہے لیکن بینائی بہت کمزور ہوگئی ہے ان کی بینائی کی بحالی کے لئے احباب و بزرگانِ سلسلہ کی خدمت میں دُعا کی درخواست ہے۔

خاکسار ایم رفیع اللہ۔ رفیع میڈیکل ہال فیض آباد

(۲) ــ خاکسار نے امسال ساتویں کا امتحان دے دیا ہوا ہے نمایاں کامیابی کے لئے نیز خاکسار کی آنکھوں میں تکلیف رہتی ہے آنکھوں کی شفایابی کے لئے جملہ بزرگانِ سلسلہ کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار: فاروق احمد خانی۔ ڈوڈہ (جموں)

سہ ماہی رسالہ منارٹ کالیکٹ

سہ ماہی رسالہ "منارٹ" واحد احمدی رسالہ ہے جو ہندوستان میں جماعتِ احمدیہ کی طرف سے شائع ہوتا ہے۔ اس میں اسلام و احمدیت کے محاسن پر مشتمل بلند پایہ قابلِ مطالعہ مضامین شائع ہوتے ہیں۔ ہر اشاعت پر رسالہ تمام خریداران کے نام باقاعدگی سے بھیجا جا رہا ہے۔ اس لئے ایسے احباب جن کی طرف سے نئے سال کا چندہ تاحال ادا نہیں ہُوا وہ بہت جلد مقررہ چندہ ارسال فرمائیں۔ اور جو دوست تاحال رسالہ کے خریدار نہیں بنے ہیں وہ جلد خریداری قبول فرمائیں۔ اور اس کے اعلیٰ روحانی مضامین سے خود بھی مستفید ہوں اور اپنے زیرِ اثر دوسرے دوستوں کو بھی مطالعہ کے لئے دیں تا اُن کو بھی اسلام و احمدیت کا نور منور کرے۔

نوٹ: ـــ بذریعہ منی آرڈر چندہ ارسال فرماتے وقت اپنا ایڈریس "Block Letters" میں صاف صاف تحریر فرمایا جائے۔

مینیجر رسالہ منارٹ سہ ماہی۔

The Manager MINARET Quarterly
W. Silk Street, CALICUT
(Kerala)

بہار کی احمدیہ جماعتوں کا

موسیٰ بنی مائینز میں پراونشل جلسہ!

بتاریخ ۱۵/۱۶ مئی سنہ ۱۹۷۱ء

بہار سٹیٹ کی احمدیہ جماعتوں کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ بتاریخ ۱۵/۱۶ مئی دو روز کے لئے موسیٰ بنی مائینز میں پراونشل جلسہ منعقد ہوگا۔ اس جلسہ میں مکرم مولانا شریف احمد صاحب امینی فاضل۔ مکرم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل اور مکرم حکیم محمد دین صاحب بھی تشریف لا رہے ہیں۔ بہار کے احباب جماعت بکثرت شریک ہو کر جلسہ کو کامیاب بنائیں۔ قیام و طعام کا انتظام جماعت کی طرف سے ہوگا۔

خاکسار: محمد سلیمان پراونشل امیر از جمشید پور

Ittar line Rd. No 1 Jawahar nagar,
Gandhi maidan. Mango, JAMSHED PUR

درخواستِ دُعا

مکرم ظہیر الحق صاحب کے بچوں نے غلہ کی دوکان کھولی ہے۔ اس موقعہ پر انہوں نے مبلغ دس روپے درویش فنڈ میں ادا کئے ہیں۔ جملہ بزرگانِ سلسلہ سے اس دوکان کی ترقی اور فروغ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار محمد سلیمان امیر جماعت جمشید پور۔

یہ مت خیال فرمائیے

کہ آپ کو اپنی کار یا ٹرک کے لئے اپنے شہر سے کوئی پُرزہ نہیں مل سکتا۔ اور یہ پُرزہ نایاب ہو چکا ہے۔ آپ فوری طور پر ہمیں لکھئے یا فون یا ٹیلیگرام کے ذریعہ رابطہ پیدا کیجئے۔ کار یا ٹرک پیٹرول سے چلنے والے ہوں یا ڈیزل سے۔ ہمارے ہاں ہر قسم کے پرزہ جات دستیاب ہو سکتے ہیں۔

آٹو ٹریڈرز ۱۶ مینگو لین کلکتہ ۱

Auto Traders 16 Mangoe Lane Calcutta-1

تار کا پتہ "AUTOCENTRE" — ٹیلیفون نمبرز 23—1652، 23—5222